تبلیغ الاسلام

قاری عبد السلام رضوی

Scanned with CamScanner

ہمارا دُشمن

ہمارے دین کا دشمن ہے ___ ہماری ملت کا دشمن ہے، اور اتحاد کا دشمن ہے

یا اللہ! یا رحمٰن! یا رحیم! یاحیّ یا قیّوم!

یا ذالجلال والاکرام! یا حنّان! یا منّان! یا بدیع السّمٰوات والارض! یا نور السّمٰوات والارض! یا مالک السّمٰوات و الارض! یا لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ عَلَیْہِ توکّلتُ وھو ربُّ العرش العظیم!

ہم تیری عزت و عظمت والی بارگاہ رب ذوالجلال والاکرام ہیں یہ دعا کرتے ہیں، کہ ہمارے (ملک کے) گرد تیری حفاظت کے وہ مضبوط پردے لٹکا دے جائیں، جن کا کہ کوئی ادراک نہیں کر سکتا۔ اور جنہیں کوئی چاک نہیں کر سکتا اور جو کبھی چاک نہیں ہو سکتے ___ یاحیّ یا قیّوم! آمین!

اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِہِمْ وَ زَلْزِلْ اَقْدَامَھُمْ وَ فَرِّقْ جَمْعَھُمْ وَ خَرِّبْ بُنْیَانَھُمْ وَ دَمِّرْ دِیَارَھُمْ وَ شَتِّتْ شَمْلَھُمْ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ!

اے اللہ! اختلاف پیدا کر دے ان (کفار) کے منصوبوں میں اور ڈگمگا دے قدم ان کے اور منتشر کر دے جمعیت ان کی، اور اکھیڑ دے بنیادیں ان کی، اور تباہ کر دے بستیاں ان کی، اور پراگندہ کر دے گروہ ان کے

یاحیّ یا قیّوم! آمین!

مسلمان نوجوان سے خطاب

ظلم وجارحیت کو مٹانے کیلئے

اِتّحاد

وقت کی اہم پکار ہے!

اے دنیا کے بسنے والے ستّر کروڑ مسلمانو!

ساری دنیا پہ چھانے کے لئے متحد ہو جاؤ! اللہ کے دین اسلام کو ساری دنیا میں پھیلانے کے لئے متحّد ہو جاؤ! اللہ کے حبیبِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان وسیرت کو اجاگر کرنے کے لئے متحد ہو جاؤ!

اگر متّحد ہو جاؤ

تو آن کی آن میں سارے جہان پہ غالب ہو جاؤ۔! کفر کی طاقتیں ٹوٹ جائیں ۔۔ ساری دنیا میں صرف ایک اسلام ہی کا قلعہ قائم رہے! باقی تمام کے تمام منہدم ہو جائیں!

یَا حَیُّ یَاقَیُّوْمُ!

اے مسلمان! اے میری جان

اتّحاد وقت کی اہم پکار ہے!

قومیت و فرقہ وارانہ کشیدگی سے بالاتر ہو کر ملّتِ اسلامیہ کے مابین اتحّاد و اخوّت کو فروغ دینے کے لئے متحّد ہو جا! اِسلام کا علَم بلند کرنے کے لئے متحّد ہو جا! ظلم و جبارحیت کو مٹانے کے لئے متحد ہو جا! ۔ مجبور و مظلوم کی حمایت کے لئے متحد ہو جا! اللہ کے دینِ اسلام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کے لئے متحد ہو جا ۔ اور ضرور ہو جا! یہ اختلافات بھی کوئی اختلافات ہیں؟ ان سب کو بالائے طاق رکھ کر ۔ اللہ کے نام پہ ۔ اللہ کے دینِ اسلام کے وقار کو بلند تر کرنے کے لئے متحّد ہو جا ۔ اور ضرور ہو جا ۔ جس طرح بھی ہو سکے ہو جا! جس قیمت پہ بھی ہو ۔ ہو جا! اگر اس راہ میں تیری جان کی بھی ضرورت پڑے، تو گریز نہ کر ۔!

فرقہ وارانہ کشیدگی کا حامل

اسلام کا غیر ذمہ وار نمائندہ ہے ۔ اور وہ کبھی مقبول الاسلام نہیں ہو سکتا!

ہم

قادری ہیں ۔ چشتی ہیں ۔ نقشبندی ہیں ۔ سہروردی ہیں ۔ مالکی ہیں ۔ حنفی ہیں ۔ شافعی ہیں ۔ حنبلی ہیں ۔ اہلِ قرآن ہیں، اہلحدیث ہیں! ۔ اہلِ سنّت والجماعت ہیں! دیوبندی ہیں ۔ بریلوی ہیں ۔ عربی ہیں ۔! عجمی ہیں ۔ شرقی ہیں ۔ غربی ہیں ۔! گورے ہیں ۔ کالے ہیں!

مگر

سب کے سب مسلمان ہیں — ایک اللہ تبارک و تعالیٰ کے بندے — ایک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ایک قرآنِ عظیم و کریم کو ماننے والے — آخری نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آخری — اور سب امتوں میں سے

چُنی ہوئی اُمّت کے فرد ہیں!

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا :

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

یعنی "اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور فرقوں میں مت بٹو۔!

(آل عمران : ۱۰۳)

اے مُسلمان !

تیری اس کشیدگی نے ملّتِ اسلامیہ کے شیرازے بکھیر دیئے، اور اسلام کے وقار کو بڑی ٹھیس پہنچائی — ورنہ جب تو متحد تھا۔ غالب تھا — قوموں کی راہنمائی اور سرداری تیرا طرّۂ امتیاز تھا۔ تیرے اتحاد کی تعریف کے قِصّے اب تک دنیا کو نہیں بھولے !

کیا تُو وُہی نہیں؟

جس نے خیبر کے دَر کو توڑا — یورپ کے کلیساؤں میں اللہ اکبر کی اذانیں دیں — اور — تاریک دنیا کو اسلام کے نُور سے منوّر کیا — بیشک تو ہی تو وہ ہے۔

یا حیُّ یا قیّوم!

اے مسلمان !

تو نے ساری دنیا کو جگایا — جب دنیا جاگ اٹھی — خود سو گیا ! اب تو خوابیدہ ہے، اور دنیا جاگ رہی ہے ! — تیری تاریخ کا رنگ اڑے جا رہا ہے — نامعلوم ! کیوں تیرا خون نہیں گرماتا — تو ایسا سویا ہوا ہے — ایسی گہری نیند — کہ کسی بھی آواز سے

Scanned with CamScanner

نہیں چونکتا — ایک دن تھا — کہ

تیری آواز قبروں میں مُردوں کو جِلا یا کرتی تھی ؛

تیری تاریخ کہنہ ہو چکی ہے، اب اس میں وہ کیف باقی نہیں !

تُو اپنی تاریخ کو پھر سے دُھرا

یہی تیری شان — اور یہی وقت کی پُکار ہے!

یا اللہ ! یا رحمٰن ! یا رحیم ! یا حیّ یا قیّوم ! یا ذا الجلال والاکرام ! یا حنّان ! یا منّان ! یا بدیع السمٰوٰت والارض ! یا ربّ عرش عظیم ! یا ربّ عرش کریم ! یا ربّ عرشِ مجید ! یا ارحم الرّاحمین ! یا اکرم الاکرمین ! یا اکرم الاکرمین ! یا اکرم الاکرمین ! یا کریم العفو ! یا خیر النّصیبن ! تو نے ہمیں حکم دیا ہے۔ مجھ سے دعا کرو، میں قبول کرونگا۔ مجھ سے مانگو، میں دونگا — یا اللہ ! ہم تیری عزت وعظمت والی بارگاہ ذوالجلال والاکرام میں یہ دعا کرتے ہیں ۔ کہ تیری ساری دنیا میں بسنے والے سارے مسلمان بھائی آپس میں متحد ہوں — آمین !

یا اللہ ! تیری دنیائے اسلام میں اتحاد کا علم بلند ہو۔ اور سارے مسلمان اتحاد بین المسلمین کے جھنڈے تلے پھر سے متحد ہوں، اور وہ مرکز

اِسلامستان ہو آمین

یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ !

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

آمین !

تبلیغ الاسلام

مکتبۂ علم کا ہر طالب علم مبتدی ہے، منتہی نہیں، علم کا منتہی ہو ہی نہیں سکتا، آج تک کسی نے بھی عالم ہونے کا دعوے نہیں کیا۔ ہر شئے کا علیم و خبیر اللہ ہی ہے، اللہ نے اِس دنیا کو پیدا کیا۔ اور اللہ ہی کل کائنات کا خالق و مالک ہے، کون و مکان کی ہر شئے اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں مقدور و مجبور و محکوم ہے۔ کوئی بھی شئے خودسر نہیں، اللہ جو چاہتا ہے، کرتا ہے۔ جو نہیں چاہتا ــ نہیں کرتا ــ جسے کوئی شئے عنایت فرماتا ہے، اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ جس سے کوئی چیز روک لیتا ہے، اسے کوئی دے نہیں سکتا۔

اِس کائنات کو پیدا کرنے سے پہلے جو کچھ بھی ہونا ہے، اپنی قدرت سے لوح محفوظ پر لکھا ــ جس طرح لکھا ــ ہو رہا ہے۔ جیسے ہو رہا ہے، اسی طرح ہونا چاہیئے اللہ حکیم ہے، اپنی کائنات کے نظام کو حکمت سے چلا رہا ہے، حکیم کا کوئی فعل کبھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اپنے ملک کو چھوٹے چھوٹے ملکوں میں تقسیم کیا، پھر ازل تا ابد ہر ملک کے حاکم مقرر کئے۔

اللہ احکم الحاکمین ہے، ازل ہی کے روز سے اپنے ملکوں کی حکومت تقسیم فرما دی۔ جسے جس ملک کا حاکم بنا دیا، بنا دیا ــ جو آج ہو رہا ہے، ارادتِ ازلی ہی کے ماتحت ہو رہا ہے۔ اپنی مرضی سے کوئی بھی اور کچھ کرنے پر کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ اللہ جب سب کچھ کر چکا۔ پھر فرمایا۔ "کُن" یعنی جس طرح کہ میں کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ ہو جا! پس اسی وقت ساری خدائی معرضِ وجود میں آگئی۔ اللہ جسے جو چیز عنایت فرمانا چاہتے اسے اسی قسم کی توفیق عنایت فرما دیتے ہیں ــ ماشاء اللہ!

اگرچہ بندوں کو جدوجہد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حقیقتاً ہر بندہ ہر معاملہ میں اللہ ہی کی توفیق کا محتاج ہے۔ شوق زندگی کی جدوجہد کا جوہر ہے۔ شوق بھی اللہ ہی کی طرف سے بندوں کو عنایت ہوا کرتا ہے۔

شوق ہی بندے کو جدوجہد پہ مجبور کرتا ہے۔ جس جدوجہد کا شوق امام نہیں — کسی بھی منزل پہ نہیں پہنچ سکتی۔ انسان کام کرتا ہے۔ مگر کام کے انعام و انجام پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ کام کا انعام و انجام اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں مقدور ہے۔ کوشش اختیاری ہے — کامیابی غیر اختیاری — کوشش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہر کامیابی جدوجہد کی بدولت حاصل ہوتی ہے، اور جدوجہد کی توفیق اللہ سے ہے۔

اور

یہ توحید کے بنیادی اصول ہیں!

جنہیں کوئی رد نہیں کر سکتا — اس کی ایک مثال یہ ہے۔ کہ کسی ایک عہدے کو لیجئے۔ ہر عہدہ دار تعلیم یافتہ ہوتا ہے۔ لیکن ہر تعلیمیافتہ عہدے دار نہیں ہوتا — ایک ہی کالج کے دو لڑکے ڈگری حاصل کرتے ہیں۔ ایک کو ایک عمدہ عہدہ مل جاتا ہے — مگر دوسرا بیکار پھرتا ہے۔

بادشاہت ایک معین میعاد کے لئے، اور کسی مخصوص علاقے کے لئے ہوتی ہے، لیکن اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ لامتناہی عرصہ اور ساری خدائی کے لئے ہوتی ہے۔

جب سے سیدنا آدم علیہ السلام کے بُت میں اللہ نے اپنی روح پھونکی اس دن سے اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ شروع ہوئی۔ اور — جس دن اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے — ان دن تک جاری رہے گی — شروع دن سے جاری ہے۔ آخر دن تک رہے گی — کسی سے بھی — اور کسی بھی زمانے میں کبھی رو کی نہ گئی — اگر کسی نے کہیں نہ رکنے کی کوشش کی۔ تو ریڑھ کی گیند

کی طرح زیادہ ابھری ۔ اسلامی تاریخ شاھد ہے ۔ کہ اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ شروع دن سے آج تک اللہ کے فقیروں کے پاس رہی ۔ کسی بھی زمانے میں بادشاہوں کو فرصت ہی نہ ملی ۔ کہ وہ دین کی کوئی خدمت کر سکتے ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کامیابی کا سہرا فقیروں ہی کے سر باندھا ۔ جو ہمیشہ رہے گا ۔ ماشآء اللہ !

یا حیّ ۔ یا قیوم ! آمین !

بادشاہ

جب دنیا سے رخصت ہوئے ۔ ایک حسرت لے کر ہوئے ۔ کہ کاش وہ دنیا میں کچھ بھی نہ ہوتے ۔ ایک نے کہا ۔ ھائے ۔ اگر میں کوئی گمنام بندہ ہوتا ، تو کیا خوب ھوتا !

اور

فقیر ۔ دنیا سے کامران و بامراد جاتا ہے ۔ کہ اس نے ۔ فطرت کے منشا کو پورا کیا ۔
اور ۔ بالآخر اپنی ابدی زندگی کو پالیا ۔ اور ۔ خطیرۃ القدس میں اسے پناہ نصیب ہوئی ۔ اور وہ ۔ واصل باللہ ھوا
ماشآء اللہ ! یا حیّ یا قیوم ! ۔ آمین !

عفی عنہ
احقر

یہ اختلافی مسائل

آئمہ کرام کے نہیں۔

اس صدی کے علمائے دین کے ہیں !

اسی وجہ سے یہ مِٹ نہیں رہے ۔ اگر ان باتوں پہ فیصلہ ضروری ہوتا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اپنی امت کی رہنمائی فرماتے ہوئے

۱ - کچھ نہ کچھ فرما جاتے۔

۲ - آئمہ کرام میں سے ضرور کوئی نہ کوئی امام ان میں سے کسی موضوع پہ اپنا مستقل فیصلہ صادر فرماتے !

جب کہ ہمارے آئمہ کرامؒ نے ان موضوعات پہ بات نہیں کی۔ یہ سب فروعی ہیں۔ اور غیر ضروری ہیں ۔ مثلاً

قبر پہ پھول چڑھانا ۔ ایک صاحب جائز قرار دیتے ہیں۔ ایک بدعت ۔ اگر یہ باتیں کرنی بُری ہوتیں ۔ ضرور ان سے روکا جاتا۔ اس لئے ۔ کہ کوئی بھی برائی ایسی نہیں ۔ جس سے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ روکا ہو۔

درحقیقت یہ ایسی باتیں ہیں۔ کہ نہ ان کا دین میں حکم دیا گیا ہے، اور نہ ہی ان سے منع کیا گیا ہے۔

دین کو سمجھنے کے لئے محض اکتسابی علم کافی نہیں ۔ اس کے لئے

- ★ فہم و فراست
- ★ فراخ دِلی ۔ اور
- ★ اللہ کے بندوں سے محبت ضروری ہے۔

دِین کی ہر بات کا انحصار چار باتوں پہ موقوف ہے ۔ جب تک کوئی

ان چار باتوں کو اچھی طرح نہیں جانتا ـــ دین نہیں سمجھ سکتا ـــ نہ ہی دین کے کسی معاملہ میں اس کی رائے معتبر ہو سکتی ہے ـــ اور وہ باتیں یہ ہیں ـــ

۱ : حُکم

۲ : محبّت

۳ : فتویٰ

۴ : تقویٰ

ـــ جس نے حکم کے مطابق کوئی بات کہی ـــ سچ کہی ـــ یعنی قرآن اور سُنّت کی عبارت کے مطابق کوئی حُکم دیا۔ حق حکم دیا۔

ـــ جس نے محبّت کے تحت کوئی بات کہی، اس نے بھی سچ کہی۔ اسی طرح

ـــ جس نے فتویٰ کے مطابق کوئی فیصلہ کیا۔ درست کیا۔ اور

ـــ جس نے تقویٰ کے ماتحت کوئی فیصلہ کیا۔ اس نے بھی درست کیا!

کسی پہ حُکم غالب ہوتا ہے، کسی پہ محبّت ـــ کسی پہ فتویٰ، اور کسی پہ تقویٰ۔

سالک پہ حکم غالب ہوتا ہے، اور مجذوب پہ محبّت

اھلِ شریعت پہ فتویٰ اور اھلِ طریقت پہ تقویٰ نافذ ہوتا ہے!

مثلاً حضرت جُنید بغدادی پہ حکم غالب تھا، اور منصورؒ پہ محبّت

جنیدؒ نے کہا ـــ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ ـــ اور منصورؒ نے کہا ـــ انا الحقّ

دونوں اپنی اپنی جگہ اللہ کے مقبول ـــ اور سیدھی راہ پہ تھے

اسی طرح ـــ فتویٰ میں ایک آدمی ایک سو روپے میں سے اڑھائی روپے زکوٰۃ نکال کر ساڑھے ستانوے (۹۷½) روپے اپنے پاس رکھ سکتا ہے ـــ لیکن تقویٰ میں یہ ضروری ہے۔ کہ وہ اس حال میں شام کرے، کہ اس کے پاس کل کے لئے کچھ بھی نہ ہو۔ اور اس ناداری کا اسے کوئی غم بھی نہ ہو۔ کہ اس کے پاس کل کے لئے کوئی شئے نہیں ـــ

اگر کسی بات میں کوئی اختلاف واقع ہو۔ اسے جیسے بھی ہو۔ دبانے اور حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ نہ کہ اسے ہوا دی جائے ـــ چند آدمیوں

کے اختلاف رائے سے ساری امت مسلمہ میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔
چند آدمی اتحاد کو بنایا — اور چند ہی بگاڑ کرتے ہیں — ایک ہی
دین کے دو عالم کسی فروعی اور بے بنیاد اختلاف کی بدولت —
ایک دوسرے کو سلام تک کہنا پسند نہیں فرماتے — توبہ توبہ (یہ کونسا
اسلام ہے ؟) چھوٹی سی بات کا بتنگڑ — اور ایک رائی کا پہاڑ بنا دیا۔
اور ایک غیر ضروری بات پہ اتنی شدید اور اتنی طویل بحث کی — کہ ایک
دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔

میاں محمد صاحب فرماتے ہیں ؎

پیر میرا اوہ دمڑی والا پیر کہ شاہ قلندر
ہر مشکل وچہ حاضر ہووے دوہاں جہاناں اندر
در اوہدے سنگ عاری کوں شیر ببر بھو کردا
اگے چڑھے نہ چڑی اوہدی دے باز شکاری ڈردا

ایک صاحب بزرگانِ دین کے متعلق فرماتے ہیں :

بے دین — ٹھگ — مکار — دھوکے باز وغیرہ

پہلے کو سن کر دل جھوم اٹھتا ہے۔ ایمان کو تقویت ملتی ہے۔ اور اس دوسرے کو سن کر دل کو کراہت ہوتی ہے۔

مقربین — یعنی اللہ کے مقبول بندے عام مردوں کی طرح قبروں میں نہیں ہوتے، بلکہ انہیں قبروں میں ایک خصوصی زندگی عطا ہے جو عام مردوں کو نہیں۔ مقربین کی موت شہادت کی موت ہوتی ہے۔ اگرچہ اپنے بستروں پہ مریں۔ جو فیض وہ زندگی میں بندوں کو پہنچا سکتے ہیں۔ موت کے بعد بھی پہنچاتے ہیں۔

بندہ بندے کو تین فیض پہنچاتا ہے :

دعا کرتا ہے — تعلیم دیتا ہے — اور متوجہ ہوتا ہے — جو ان دونوں سے افضل ہے۔

اہل اللہ قبروں میں زائرین کے لئے دعا کرتے ہیں ،
توجہ کرتے ہیں — اور —

اھلِ طریقت کے دلوں میں تعلیم کا القا کرتے ہیں۔

ادب — بے ادبی سے —
سلوک — ترک سے — اور
احترام — گستاخی سے
بدرجہا بہتر ہے

حضرت آدم علیہ السّلام کی ساری اولاد کی تاریخ کا مطالعہ کریں — ساری تاریخ میں —

باادب — بامُراد، اور
بے اَدب — نامراد ہے!

وما علینا الّا البلاغ

احقر برکات احمد عفی عنہ

قال اللہ تبارک وتعالیٰ عز وجل ذو الجلال والاکرام

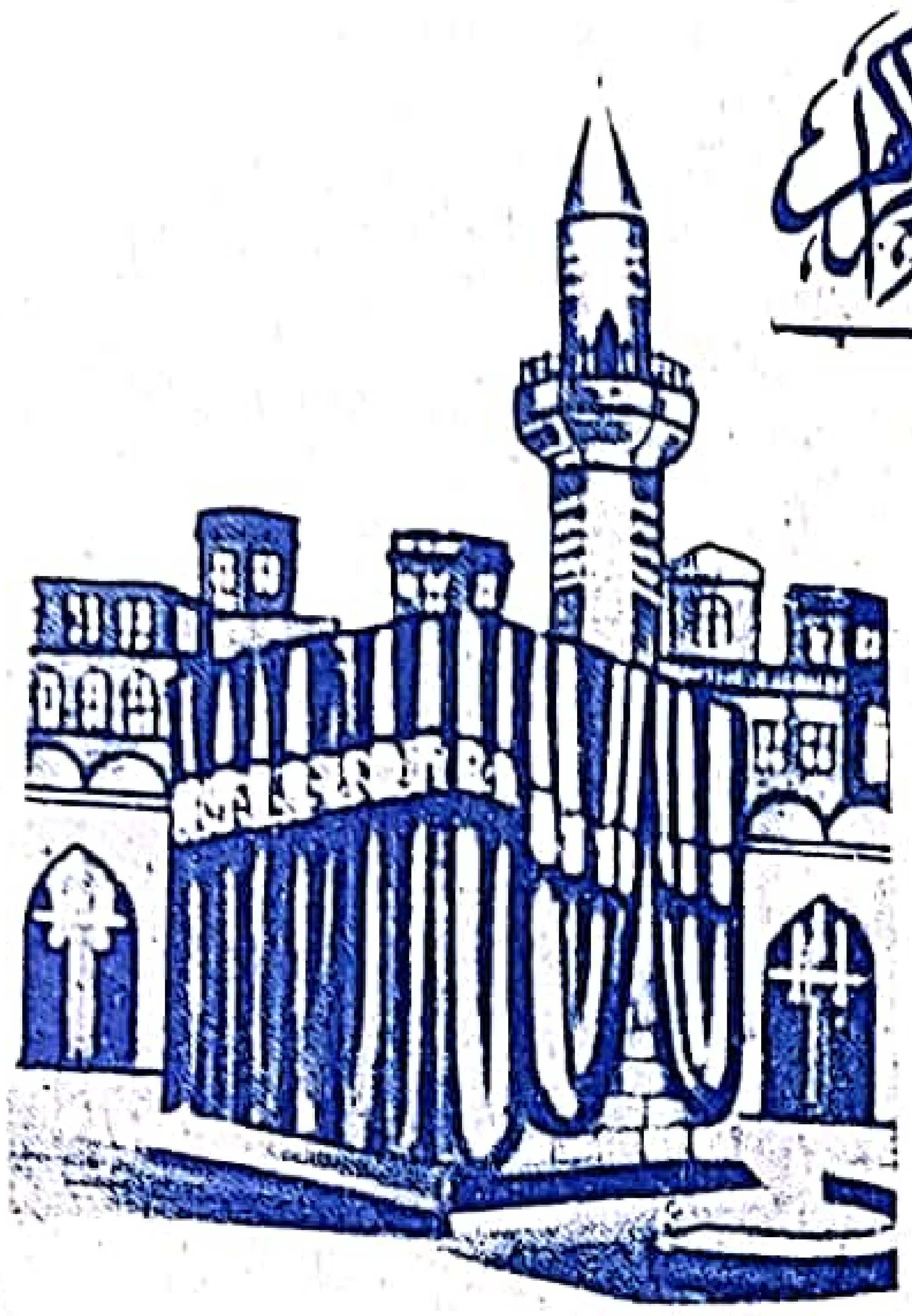

تکمیل العرفان

فی ترجمہ

تفسیر روح البیان

سورۃ البقرہ پارہ اوّل (قسط ۱۱) رکوع ۲ جلد اوّل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ج يَجْعَلُوْنَ
اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ط وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ
بِالْكٰفِرِيْنَ (۱۹) يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ط كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ
مَّشَوْا فِيْهِ ق وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ
وَاَبْصَارِهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۲۰)

یا ان منافقوں کی ایسی مثال ہے۔ جیسے بارش ہو آسمان کی طرف سے۔ اس میں اندھیری بھی ہو، اور رعد و برق بھی ہو۔ جو لوگ اس بارش میں چل رہے ہیں، وہ ٹھونسے لیتے ہیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں کڑک کے سبب اندیشۂ موت سے۔ اور اللہ تعالےٰ احاطہ میں لئے ہوئے ہیں کافروں کو۔ برق کی یہ حالت ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی انکی بینائی اس نے لی۔ جہاں ذرا ان کو بجلی کی چمک ہوئی۔ تو اس کی روشنی میں چلنا شروع کیا۔ اور جب ان پر تاریکی ہوئی، پھر کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے، تو ان کے گوش وچشم سب سلب کر لیتے، بیشک اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہیں

اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ

یا منافقوں کی مثل ان اصحاب بارش کی طرح ہے۔ جو نازل ہو، اور نزول سے واقع ہو۔ اصل میں یہ صیبوب تھا۔ اور کاف کمثل الّذی کے کاف پر عطف ہے، اور اَوْ تخییر و تساوی کے لئے ہے۔ یعنی منافقوں کے قصہ کی کیفیت ان دونوں قصّوں کی کیفیت کے مشابہ ہے، اور دونوں قصے تمثیل کی وجہ پر ہر ایک کے استقلال میں برابر ہیں۔ پھر ان میں سے جس سے اس کی مثال دے گا۔ تو صواب و درستگی کو پہنچے گا۔ پھر یونہی مِنَ السَّمَآءِ صیّب کے متعلق ہے۔ اور سماء دنیا کی چھت کو کہا جاتا ہے۔ اور اسے معرفہ کر کے لانے میں یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ بادل کا اٹھنا ایک ہی کنارے سے نہیں، کیونکہ اس کے کناروں کا ہر کنارا علیحدہ طور پر سماء ہے۔ یعنی ہر وہ چیز کہ جسے ہر کنارے کو احاطہ کر سکے، اور معنےٰ یہ ہے۔ کہ وہ عام بادل ہے۔ ایسے بادل سے اترتا ہے، جو کہ لگاتار برسنے والا ہے، آسمان کے کناروں کو پکڑنے والا ہے اور اس میں یہ بات ہے۔ کہ بادل آسمان سے گرتا ہے۔ اور اس سے اس کا پانی پکڑتا ہے نہ اس کے خیال کی طرح، کہ وہ اسے دریا سے لیتا ہے۔

حضرت امامؒ فرماتے ہیں۔ کہ جن لوگوں نے یہ کہا ہے۔ کہ بارش اس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ زمین سے ہوا کی طرف تر بخارات اٹھیں، پھر وہاں ہوا کی سخت سردی منعقد ہو گی۔ پھر دوبارہ اترے گی، اور اللہ سبحانہٗ نے اس مذہب کو بایں تقریر باطل قرار دیا۔ کہ بارش تو آسمان سے اترتی ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ عرش کے نیچے ایک سمندر ہے۔ جس سے حیوانوں کے رزق نازل ہوتے ہیں۔ اسے حکم دیتا ہے۔ پھر وہ اپنی مرضی کے مطابق ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف بارش اتارتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ دنیا کے آسمان کی طرف پہنچتا ہے۔ اور بادل کی طرف حکم دیتا ہے، کہ تو اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دے، پھر وہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ پھر ہر قطرہ کے ساتھ ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے۔ جو اسے اپنے مقام پر رکھتا ہے۔ اور ہر قطرہ ناپ تول کے بعد نازل ہوتا ہے۔ مگر طوفان کا پانی بغیر ناپ تول کے اترتا ہے۔ تفسیر تیسیر میں یونہی لکھا ہے۔

فِیْہِ ظُلُمٰتٌ

یعنی بادل میں قسم قسم کے اندھیرے ہیں۔ اور وہ اندھیرا ہے۔ کہ اس کی کثافت اور بننا پے درپے قطروں سے ہے۔ اور سایہ کی ظلمت، جو اسے بادل سے لازم ہوتی ہے، کناروں کو پکڑتی ہے۔ رات کے اندھیرے سے ہے۔ اور نہیں ہے۔ آیت میں وہ، جو رات کی تاریکی پر دلالت کرے۔ لیکن ہوسکتا ہے۔ کہ رات کے اندھیرے کو آیت کے سیاق سے لیا جائے۔ اس لحاظ سے، کہ اللہ سبحانہٗ نے اس آیت کے بعد فرمایا، کہ قریب ہے بجلی ان کی آنکھوں کو اچک لے، اور اس کے بعد جبکہ ان پر اندھیرا چھا جائے، تو وہ کھڑے ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ بجلی کا آنکھوں کو اچکنا غالباً راتوں کے اندھیرے میں ہے۔ اور یونہی چلنے والے کا چلنے سے ٹھہرنا اس وقت ہوتا ہے۔ جبکہ رات کی تاریکی سخت ہو۔ ایسی حیثیت سے، کہ آنکھوں سے آنکھوں کو محجوب کرلے۔ وہ جو راستہ چلنے والے کے سامنے ہے، اور بادل کی تاریکی اور دن میں اس کا کثیف ہونا چلنے والے کے وقوف کو واجب نہیں کرتا۔ یونہی ابن تجید کے حواشی میں ہے۔

اور بارش کو تاریکیوں کا محل ٹھہرانا، حالانکہ اس کا بعض اس کے غیر کے لئے رات اور بادل کی تاریکی کی طرح ہے۔ اس لئے ہے۔ کہ یہ دونوں اس کی شدت میں، اور اس کے امر کے ڈرانے کے لئے مبالغہ کے طور پر اس کی تاریکی کے توابع سے بنائے گئے ہیں۔ اور یہ بتاتا ہے۔ کہ یہ اپنی شدّت وخوف کی وجہ سے اس حیثیت سے ہے، کہ اس کی تاریکی رات اور بادل کی تاریکی پر بلند ہوتی ہے۔ اور تاریکیوں کا اٹھانا موصوف پر اس کے اعتماد کے لئے ہے۔ کیونکہ جملہ محل جر میں صیّب کی صفت ہے۔

وَّرَعْدٌ وَّ بَرْقٌ

وہ کڑک کی آواز ہے۔ جو بادل سے سنی جاتی ہے، اور بجلی وہ ہے۔ جو کہ بادل سے چمکتی ہے۔ جبکہ اس کے اجزاء آپس میں ملتے ہیں۔ اور ان دونوں کا صیّب میں ہونا، حالانکہ ان دونوں کا مکان سحاب ہے۔ اس اعتبار سے، کہ وہ اس کے بلند کرنے اور اس کے منصب میں ہے۔ اور فی الجملہ اس کے ساتھ ملتبس ہے، اور ان دونوں کا اثر اس میں پہنچتا ہے۔

اور حکماء میں مشہور ہے۔ کہ رعد بادل کے بعض اجسام کو بعض سے کھٹکھٹانے

سے پیدا ہوتی ہے۔ یا بعض کو بعض سے اکھیڑنا اس کے اضطراب کے وقت ہواؤں کو چلانے سے ہے۔ اور صحیح وہ ہے۔ کہ جس پر تعویل ہے، جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ترمذی شریف میں مروی ہے۔ کہ

یہودیوں کی ایک جماعت نے پیارے رسول اکرم علیہ السلام کی بارگاہِ عالم پناہ میں حاضر ہو کر سوال کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) رعد کے متعلق ارشاد فرمائیں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ وہ ایک فرشتہ ہے، جو بادلوں پر موکل ہے۔ اس کے پاس آگ کے کوڑے ہیں۔ وہ انہیں اللہ کے حکم سے جہاں چاہے لیجاتا ہے۔ پھر پوچھنے لگے۔ کیا یہی صُور ہے؟ جو کہ سُنا جاتا ہے؟۔ فرمایا، اس کی زجر اس کے امر کی طرف منتہی ہوتی ہے۔ پھر وہ بولے۔ حضرت جی! آپ نے سچ فرمایا۔

اور آیت مقدسہ میں رعد سے مراد اس فرشتہ کی آواز ہے۔ نہ کہ اس کی ذات، جیسے کہ بعض روایات میں آتا ہے۔ کہ رعد ایک فرشتہ ہے۔ جو بادل پر موکل ہے۔ اسے امر الٰہی کے مطابق پھیرتا ہے۔ اور پوشیدہ ٹکڑے میں پانی کی تجویز کرتا ہے۔ اور اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے۔ پھر جب اللہ کی تسبیح کرتا ہے۔ تو آسمان کے سارے فرشتے تسبیح کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر بارش شروع ہونے لگتی ہے اور بجلی سے مراد بادل کو کوڑے مارنا ہے۔ اور وہ کوڑا دراصل ایک لپیٹا ہوا کپڑا ہوتا ہے۔ اور جیسے بعض بچے بعض بچوں کو مارتے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ یہ بھی ایک آلہ ہے۔ جس سے فرشتے بادل کو مارتے ہیں۔ اور طریقہ جلوتیہ کے مرجع مشہور شیخ حضرت افتادہ آفندی بروسوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

کہ پیارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حکماء کے اقوال میں موافقت یوں ہوگی۔ کہ رعد تو شہد کی مکھی کی شکل پہ فرشتے کا بولنا ہے، وہ اس جہان کے خارج سے چیختا ہے۔ لیکن اس میں داخل ہوتا ہے، اور اس کے داخل میں مؤثر ہوتا ہے۔ پھر ہم اس کے داخل سے سنتے ہیں جیسے کہ ایک آدمی جب کسی چیز کو کھائے، تو اس کے داخل میں آوازوں والی ہوائیں حاصل ہونگی۔ پھر اس کا منشا خارج سے ہے۔ اور اس کا ظہور داخل

میں ہے۔ پس حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی اس کے مبدار کی طرف ناظر ہے۔ اور حکمار کا قول اس کے مظہر کی طرف ناظر ہے۔

يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ

یہ ضمیریں مضاف محذوف کے لئے ہیں۔ کیونکہ امر کا مقدر کرنا اصحاب صیّب کی طرح ہے۔ جیسے کہ گذر چکا۔ اور یجعلون کا محل نہیں۔ کیونکہ یہ نیا جملہ ہے اس لئے، کہ جب رعد و برق کا اس پر ذکر کیا۔ جو شدت و خوف سے حکم دیا جاتا ہے پھر گویا کہنے والے نے کہا۔ اس رعد کے مثل کے ساتھ ان کا کیسا حال ہے؟ تو کہا گیا۔ کہ وہ اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں کرتے ہیں، اور انگلیوں سے مراد ان کے پوٹے ہیں۔ اور اس میں وہ مبالغہ ہے، جو انامل (پوٹوں) کے ذکر میں نہیں تھا۔ گویا کہ وہ سخت حیرت سے اپنی تمام انگلیوں کو اپنے کانوں میں داخل کرتے ہیں۔ نہ کہ ان کے پوٹوں کو۔ اور یہ بھی جائز ہے۔ کہ یہ ان کی کمال حیرت اور مزید دہشت کی طرف اشارہ ہو۔ اور ان کا ایسی حیثیت کی طرف پہنچنا — کہ وہ کسی خاص طریقہ پر جوارح کے استعمال کی طرف راہ نہ پائیں۔ اور یونہی انگلیوں کی عدم تعیین میں حال ہے۔ یعنی سبابہ — اور کہا گیا ہے۔ کہ یہ ادب کی رعایت کے لئے ہے کیونکہ یہ سب کا فعل ہے۔ پھر اس کا اجتناب آداب قرآن کے ساتھ اولیٰ ہے، کیا تو نہیں دیکھتا؟ کہ انہوں نے اسے بدصورت سمجھا — پھر اسے مسبّحہ اور مہلّلہ سے کنایہ کیا۔ اور اس کنایہ کے امثال کو ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ یہ نئے الفاظ ہیں، اس زمانہ میں لوگ ان سے متعارف نہیں ہیں۔

مِنَ الصَّوَاعِقِ

یہ یجعلون سے متعلق ہے۔ یعنی کڑک کے خوف سے جو رعد سے ملا ہوا ہے اور صواعق جمع ہے صاعقہ کی۔ یہ رعد کی خوفناک گرج ہے۔ اس سے آگ کا شعلہ پھٹ جاتا ہے۔ کسی چیز سے گذرتا نہیں۔ مگر اس پہ آتا ہے۔ لیکن یہ اپنی تیزی سے لطافت کی وجہ سے جلدی بجھ جاتا ہے۔

حکایت ہے کہ

یہ کھجور پر گرا۔ پھر وہ آدھا جل گیا۔ اور یہ بجھ گیا۔ انہوں نے فرمایا ہے۔ کہ آسمان اور کلہ رقیقہ کے درمیان، کہ آسمان کی چھت کے پیچھے آگ نظر آئے، کڑک ہوتی ہے آگ نکلتی ہے۔ اور وہ اس کی آواز ہوتی ہے۔ اور یونہی روضۃ العلماء میں ہے۔

اور کہا گیا ہے۔ کہ بادل سے آگ چمکتی ہے۔ جبکہ اس کے اجسام کھٹکھٹائیں۔ یا جسمِ ثقیل جو اجزائے لطیفہ ارضیہ سے فارغ کیا گیا ہو۔ اس کا نام دھوآں ہے۔ اور پانی والے کا نام بخار ہے۔ جو گرم ہے۔ اپنی انتہائی تیزی اور گرمی کی وجہ سے تیز ہے، وہ ہر چیز کو سوراخ کرتا اور جلا دیتا ہے۔ اور زمین میں پھینک دیتا ہے۔ یہاں تک کہ پانی کو پہنچتا ہے۔ پھر وہ بجھ کر ٹھہر جاتا ہے۔ اور انہوں نے کہا ہے۔ کہ جب سورج خشک زمین پر چمکے۔ تو اس سے اجزائے ناریہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ اجزا ارضیہ سے ملتے ہیں۔ ان دونوں کے مرکب کو دھوآں کہا جاتا ہے۔ پھر یہ بخار سے ملتا ہے۔ اور پھر دونوں ٹھنڈے طبقہ کی طرف چڑھتے ہیں۔ اور بخار بادل بنتا ہے۔ اور دھوئیں کو قید کر لیتا ہے، اور اوپر چڑھنے کو طلب کرتا ہے۔ اگر اپنی طبیعت پر باقی ہو۔ اور نیچے اترنے کو اگر وہ بھاری ہو۔ اور وہ بادل کو سخت چیرتا ہے۔ پھر اس سے کڑک پیدا ہوتی ہے۔ پھر سخت حرکت بنتی ہے۔ پھر اگر وہ لطیف ہو۔ تو اس سے بجلی پیدا ہو گی۔ اور اگر گاڑھی ہو۔ تو کڑک بنے گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، جو شخص رعد کی آواز کو سن کر پڑھے سُبْحَانَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ پھر اگر اسے بجلی دبالے۔ تو اس کی چٹی میں ادا کروں گا۔

اور پیارے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام رعد اور اس کے کڑک کو سن کر پڑھا کرتے تھے ـــــ "اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ"۔

یونہی تفسیر الشیخ اور شرح الشرعہ میں لکھا ہے

حَذَرَ الْمَوْتِ

یہ علت کی بنا پر یجعلون سے منسوب ہے۔ یعنی ہلاکت وموت کے خوف کی وجہ سے حیوانی نیت کا فاسد ہونا ہے۔

وَاللّٰہُ مُحِیْطٌ بِالْکٰفِرِیْنَ ط

احاطہ کا اصل، شئے کو اس کی تمام جہات سے گھیرنا ہے۔ اور یہ حق تعالےٰ میں مجاز ہے۔ یعنی وہ اپنے علم وقدرت سے گھیرتے والا ہے۔ اور وہ اس سے فوت نہیں ہوتے، جیسے کہ محیط سے محاط بہ درحقیقت فوت نہیں ہوتا۔ پھر انہیں قیامت کے دن زندہ کر کے عذاب دے گا ۔۔ اور جملہ معترضہ اس بات پر تنبیہہ کرتا ہے کہ انگلیوں سے کانوں کو بند کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ تقدیر کو خوف دور نہیں کر سکتا۔ اور حیلہ اللہ تعالےٰ کے ڈر کو ردّ نہیں کر سکتا۔ اور کافرین کو ضمیر کی جگہ پہ رکھنا جو اصحاب صیّب کی طرف راجع ہے، کا فائدہ یہ ہے، کہ انہیں ان کے کفر کی وجہ سے خوفناک امور سے سیاہ روئی ہوئی ہے۔

یَکَادُ الْبَرْقُ

یہ دوسرا استیناف ہے۔ سوال مقدر کا جواب واقع ہوا ہے۔ گویا سوال ہوا کہ اس بجلی کے ساتھ ان کا حال کیسے ہے۔ تو کہا گیا۔ کہ قریب ہے۔ بجلی اپنی سخت روشنی سے جلد ہی اسے سلب کر لے۔

یَخْطَفُ اَبْصَارَھُمْ کُلَّمَا اَضَآءَ ھُمْ

کُلَّمَا ظرف ہے۔ اور اس کا عامل اس کا جواب ہے، اور وہ مشوا ہے اور اَضَآءَ متعدی ہے۔ یعنی بجلی راستے کو اندھیری رات میں روشن کر دے اور یہ تیسرا استیناف ہے۔ گویا کہ کہا گیا ہے۔ کہ وہ بجلی کے چمکنے اور بجھنے کے وقت کیا کرتے ہیں۔ کیا اپنی آنکھوں سے وہ کرتے ہیں۔ جو اپنے کانوں سے کرتے ہیں یا نہیں پھر کہا گیا ہے ۔ جب بجلی ان کے راستے کو روشن کر دے ۔

مَشَوْا فِيْهِ

وہ اس مسلک میں چلتے ہیں۔ یعنی اس کی روشنی کے دیکھنے میں بہت سے آسان قدم ہیں۔ حالانکہ انہیں آنکھوں کے اچکنے کا خوف بھی ہے۔ اور کوشش کے ساتھ چلنے کا اشارہ یہ بتانے کے لئے ہے۔ کہ کمال دہشت کیلئے ان دونوں میں طاقت نہیں۔

وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَیْهِمْ قَامُوْا

یعنی بجلی کے پوشیدہ ہونے سے راستہ تاریک ہو گیا۔ اور وہ اپنے مکانوں میں اسی حالت پر حیران ہو کر ٹھہر گئے۔ دوسرے وقت کا انتظار کرتے رہے، یہاں تک کہ مقصد کے پہنچنے میں ناکام رہے۔ یا اپنی جائے پناہ میں الخبا نہ کر سکے، جو انہیں بچا لیتی۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

اس کا مفعول محذوف ہے۔ یعنی اگر ان کے کانوں کے لے جانے کا ارادہ کرتا جو کہ ان کے سروں میں موجود ہیں۔ اور ان کی آنکھوں کا۔ جیسے کہ ان کے دلوں اور آنکھوں کی سماعت کو ختم کر دیا ہے۔

لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ

کڑک کی آواز اور بجلی کی روشنی سے یہ انہیں عذاب دیتا ہے۔ اس سے وہ ذاتِ اقدس عاجز نہیں ہے!

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط

شئے کا معنے موجود ممکن ہے۔ اور اللہ تعالےٰ پر بھی اگرچہ شئے کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ لیکن وہ واجب الوجود ہے۔ لہٰذا عقلمند یقین رکھتے ہیں۔ کہ ان مثالوں میں شئے سے مراد ماسوی اللہ ہے۔ پھر دلیل عقلی سے اللہ تعالےٰ ہر اس چیز سے مستثنیٰ ہے۔ جسے شئے کا لفظ احاطہ کرتا ہے۔ تو معنیٰ یہ ہوا۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے علاوہ

ہر ممکن موجود چیز پر قادر ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ کہ فلاں امین اپنے ماسوا لوگوں پر امین ہے۔ تو اس میں اس کی ذات داخل نہ ہو گی۔ اگرچہ وہ بھی انہی تمام سے ہے یونہی ابن تجید کے حواشی میں لکھا ہے۔ اور اس کا فاعل اس قدر پر ہے۔ کہ جسے اس کی حکمت متقاضی ہے۔ نہ وہ ناقص ہے اور نہ ہی وہ زائد۔ پھر یہ تمثیل کشف کے بعد کشف ہے۔ اور وضاحت کے بعد وضاحت پہلے سے زیادہ بلیغ ہے۔ منافقوں کے حال کو ان کی حیرت وگمراہی کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کا تشبیہہ دینا ان پر امر کی سختی اور ان کی رسوائی و پسپائی اور انہیں اس حال سے رسوا کرنا، کہ جسے آسمان نے اندھیری رات میں رعد و برق اور کڑک کے خوف اور موت کے ڈر سے پکڑ لیا ہو۔ اس وقت ہو گا۔ جبکہ تمثیل مرکب ہو۔ اور وہ وہ ہے۔ کہ جسے تنزیل کی بخشش چاہتی ہو۔ پھر تو مرکب میں اس حالت کا تصوّر کرے گا۔ کہ جو ان صورتوں اور اس کی کیفیتوں کے تفاوت سے حاصل ہو۔ پھر نفس میں وہ حاصل ہو گا۔ جو مفردات سے حاصل نہیں ہوتا۔ جیسے کہ جب تو تمام آیت سے اس شخص کا تصور کرے۔ کہ جسے لگاتار برسنے والے مینہ نے پا لیا ہو۔ ساتھ ہی رات کی تاریکی کا اور بادل کی حالت کا کثیف ہونا۔ قطروں کے لگاتار برسنے سے ہے۔ اور خوفناک کڑک کی آواز اور اچکنے والی بجلی اور جلا دینے والی برق سے ہے۔ اور ان کے لئے ان شدائد کے خوف سے موت سے بچنے سے بہت سی حرکات سے نکلے ایک امر عجیب اور زبردست کام حاصل ہو گا۔ بخلاف اس کے، کہ جب تو ایک کے لئے ایک ہی مشبّہ بہ کا تکلف کرے یعنی تمثیل کو تشبیہہ مفرّق پر محمول کرنا پھر قرآن مجید اور جس میں علوم و معارف ہیں، جو حیات ابدیہ کے مدار ہیں۔ کو اس صیّب کے ساتھ متشابہ کرنا، جو حیات ارضیہ کا سبب ہے۔ اور جو انہیں غموم و ہموم عارض ہیں۔ اور جو اس میں رعد و برق کے ساتھ وعدہ و وعید ہیں۔ اور ان کا بہرہ ہونا، اس سے، کہ جو ان کے کانوں کو وعید سے اس شخص کے حال سے کھٹکتا رہا ہو۔ جو اسے رعد و برق خوفناک کر دے، پھر وہ اس کی کڑک کا خوف کرتے ہوئے اپنے کان کو بند کرے۔ اور اس سے اسے رہائی نہیں۔ اور ان کا حرکت کرنا اس کے لئے، کہ جو ان کے لئے رشد و ہدایت روشن ہو۔ اسے وہ پا لیں۔ یا بخشش، کہ بجلی کے چمکنے میں چلنے سے اس

کی حفاظت کریں۔ جب ان کے لئے روشن ہو۔ اور وہ اپنے کام میں متحیّر ہوں، جبکہ وہاں ٹھہرنے سے انہیں مصیبت کا سامنا ہو۔ پس یہی منافقوں کا حال ہے، کہ ان کی عمریں حیرت و دہشت میں پڑی ہوئی ہیں۔ لہٰذا صاحب عقل و ہوش کو ضروری ہے۔ کہ وہ شریعت محمدیہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لے۔ تاکہ وہ تمام مہلکات سے محفوظ رہ سکے۔ باقی انتہائی امر تو پوشیدہ ہے۔ ہمیں کیا معلوم۔ کہ وہ ہمارا خاتمہ کیسے کرے گا۔

ایک آدمی نے سرکار حسن بصری رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کہ حضرت جی۔ آج آپ نے صبح کیسے فرمائی؟ — جواب دیا، "نہایت خیریت سے"! پھر پوچھا آپ کا حال کیسا ہے؟ — تو حضور سنتے ہی مسکرائے، پھر فرمایا: "آپ میرے حال کے متعلق سوال نہ کریں۔ آپ کا اس آدمی کے متعلق کیا خیال شریف ہے۔ کہ جو کشتی پر تو سوار ہوا۔ یہاں تک کہ جب وہ دریا کے درمیان پہنچی، تو ان کی کشتی ٹوٹ گئی۔ پھر ہر انسان ان میں سے ایک نہ ایک لکڑی کے ساتھ لٹک پڑا"۔ آدمی نے کہا: "اس کا حال سخت ہے" — اور حضرت صاحبؒ نے فرمایا۔ "ان کے حال سے میرا حال زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ موت میرا دریا ہے۔ اور زندگی میری کشتی ہے۔ اور گناہ میری لکڑی ہے۔ پھر اس وصف والے کا حال کیسے ہو گا۔ لہٰذا اے بھائی، گناہوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالم پناہ میں حاضر ہو جا"!

اور حدیث پاک میں ہے:

کہ جس شخص کی ہجرت اللہ و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو، تو اس کی ہجرت اللہ و رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کی طرف ہو گی، اور جس شخص کی ہجرت دنیا کی طرف ہو گی۔ تو وہ اسے مل جائے گی۔ یا عورت کی طرف ہو گی۔ تو وہ اسے بیوی بنا لے گا۔ لہٰذا ہر شخص کی ہجرت اسی کی طرف ہو گی۔ جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔

تو آپ سوچ لیں۔ کہ ہر امیدوار کی جزا وہی ہو گی۔ جس کی اس نے امید ظاہر کی — سوال ہوا — دنیا کے ذکر کو مکرّر کیوں نہیں فرمایا؟ جواب یہ ہے

کہ اس کی کمینگی کی وجہ سے۔ اس کا اعتبار نہیں، اور اس کا وجود تو کھیل کود ہی ہے۔ پس گویا کہ وہ تو لا وجود ہے۔ جیسے کہ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

بر مرد ہشیار دنیا خس است | کہ ہر مدّتے جائے دیگر کس است

" بیدار و ہوشیار مرد کے سامنے دنیا کوئی چیز ہی نہیں۔ اس لئے۔ کہ یہ تو ہر وقت کسی نہ کسی انسان کے پاس چلی جاتی ہے۔

اور آپ پیارے رسول اکرم و اجمل صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادِ گرامی کی طرف دیکھیں۔ کہ اس کی ہجرت اسی طرف ہو گی، جس کی طرف اس نے ہجرت اختیار کی، اور جو ماسوٰی اللہ کے دور کرنے کو متضمّن ہے۔ اور دنیا و عورت کے ذکر پر غور فرمائیں۔ کہ یہ اسی سے ہے۔ اس لئے۔ کہ دنیا میں شہوت یا مال سے متعلق ہر چیز مراد ہے۔ اور اسی کی طرف دنیا لوٹتی ہے۔ اور حدیث پاک سے مراد دنیا سے خروج ہے۔ بلکہ ہر چیز سے۔

حضرت حافظ شیرازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں : ؎

غلام ہمت آنم کہ زیر چرخِ کبود | ز ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

یعنی ہر چیز سے۔ جو مال و منال اور اولاد و عیال کے تعلق کو قبول کرے، تو اللہ سبحانہٗ کی محبت سے تعلق پکڑنا ضروری ہے۔

اور تاویلات نجمیہ میں ہے۔ اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ کہ دونوں آیتوں کی تحقیق میں یہ اشارہ ہے۔ کہ اللہ کریم نے اس حدیث پاک کے متمنی کے حال کو، اور ان کا ذکر سے مشغول ہونے کو، اور ابتداء میں قرآن مجید کی پیروی کرنے، اور طلب میں انہیں کھینچنے، اور جو غیب سے ان کے لئے اس چیز کی طرف کھولے۔ کہ نفس ملالت کو ظاہر کرے، اور فترت و وقفہ کی آفت میں گرے۔ اس شخص کے حال سے تشبیہ دی ہے۔ کہ جو بارش و رات کی تاریکی کے وقت راستے میں سیر کرتا پھرتا ہو۔ اور ذکر و قرآن کو بارش سے تشبیہ دینا اس لئے ہے۔ کہ یہ بھی دل میں ایمان و حکمت کو اگاتا ہے۔ جیسے پانی سبزی کو پیدا کرتا ہے، اور اس میں تاریکیاں ہیں یعنی مشکلات و متشابہات ہیں۔ جو سالک ذکر کے لئے سلوک کے درمیان ظاہر ہوتی ہیں۔ اور باریک معانی ہیں۔ کہ جن کا حل کرنا اور سمجھنا غیر ممکن ہے۔ اور اس کی آفات سے باہر نہیں نکل

سکتا۔ مگر وہی، کہ جس کی عقل نور ایمان سے منور ہے۔ اور تائید ایزدی سے مؤید ہے۔ جیسے کہ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ — رحمٰن پاک نے قرآن کو سکھایا ہے! پھر جیسے اندھیروں میں چراغ کے بغیر سیر ناممکن ہے۔ تو اسی طرح قرآن مجید کے دقائق وحقائق میں بھی سیر ناممکن ہے۔ اور بشریت کی تاریکیوں میں بھی غیر ممکن ہے۔ مگر ہدایت ربانی کے نور سے ممکن ہے۔ اسی لئے ارشاد ہوا۔ کہ جب ان کے لئے نورِ ہدایت روشن ہو جائے تو وہ اس میں چلتے ہیں۔ اور جب ان پر انسانیت کا اندھیرا چھا جائے۔ تو کھڑے ہو جاتے ہیں — اور کڑک ہے — یعنی خوف و ڈر ہے — کہ جو ذکر و قرآن کی جلالت و ہیبت کی وجہ سے دلوں میں راستہ بناتا ہے۔ جیسے کہ فرمایا ہے۔ کہ اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل فرماتے — تو وہ اللہ تعالےٰ کے خوف سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

اور بجلی ہے۔ اور یہ ذکر و قرآن کے انوار کی روشنی ہے۔ جو دلوں کی طرف پہنچتی ہے۔ پھر ان کے چمڑے اور دل اللہ کے ذکر کی طرف نرم ہو جاتے ہیں۔ پھر اس میں دین و قرآن کی حقیقت ظاہر ہو گی۔ اور دل اسے پہچان لے گا۔

ارشاد ہوتا ہے — اور جب وہ قرآن مجید کو سنتے ہیں۔ اور جب ان پر سعادت کے انوار ظاہر ہوں گے، تو وہ طبیعت کی تاریکیوں سے نکل جائیں گے۔ اور ارادت کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیں گے۔ تاکہ کامیاب لوگوں کے درجات کو حاصل کر لیں۔ اور لیکن اپنے فاسد انجام اور باطل امنگوں کی انگلیوں کو اپنے کانوں میں کڑک اور حق کے دواعی و لوازم کی وجہ سے کر لیتے ہیں۔ اور اپنے نفس کی موت کے سبب سے بھی — کیونکہ نفس ایک مچھلی ہے۔ اس کی زندگی کے لئے دنیا کا دریا ہے۔ اور خواہشات کا پانی ہے۔ اگر یہ دنیا و خواہش دور ہو جائے، تو فوراً ہی یہ نفس مردہ ہو جائے۔ اور یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی تحقیق ہے۔ کہ مرنے سے پہلے مر و (موتوا قبل ان تموتوا) اور اللہ کریم کافروں کو گھیرنے والا ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے — کہ کافر کی زندگی طبعی حیوانی ہے۔ اگر وہ مالوفات طبعیہ کے ارادہ سے مر جائے۔ تو اللہ رب العزت اسے شریعت محمدیہ کے انوار سے زندہ کر دے گا — جیسے کہ فرمایا ہے — وہ شخص کہ مردہ ہے۔ ہم اسے زندہ کریں گے۔ پھر جب وہ ارادت سے نہ مرا۔ تو اللہ کریم کافروں کو دنیا میں ظاہری صورت سے ہلاک

کرے گا، اور دل کی موت سے مار دے گا۔ اور قیامت میں عذاب کی موت سے ہلاکت و موت میں ڈال دیگا، تو وہ اس میں نہ جئے گا۔ اور نہ ہی مرے گا۔

فریب ہے۔ کہ بجلی ذکر و قرآن کے نور کی ان کے نفس امارہ کی آنکھوں کو اچک لے۔ اور جب ان کے لئے نور ہدایت کی روشنی ہو۔ تو وہ سچے قدموں سے حق کے راستہ پر چلتے ہیں۔ اور جب ان پر صفاتِ نفس کی تاریکیاں چھا جائیں۔ اور ان پر خواہشات کا غلبہ ہو جائے، اور وہ دنیا کی طرف مائل ہوں۔ تو وہ سیر سے رک جاتے ہیں۔ اور حیران و پریشان ہو جاتے ہیں۔ اور ان پر آفتیں گرادی جاتی ہیں — اور وہ شیطان سے مغلوب ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے نفس شہوتوں میں مبتلا ہو کر ہلاکت کے بھنور میں گر جاتے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالے کا انہیں ہدایت دینے کا ارادہ ہوتا۔ تو وہ ان کے نفسوں کے ان کانوں کو لے جاتا۔ جو انہیں شیطانی وسواس و غرور کی طرف ہانکتے ہیں۔ اور ان کے نفسوں کی ان آنکھوں کو، کہ جس سے وہ دنیوی زینت کو ملاحظہ کرتے ہیں۔ جیسے کہ ارشاد باری ہے۔

اگر ہم انہیں ہدایت دینا چاہتے۔ تو ان کے ہر نفس کو ہدایت عطا کر دیتے بے شک اللہ تعالے تو ان کی آنکھوں اور کانوں کے سلب کرنے پر پوری طرح قادر ہے۔ حتیٰ کہ وہ خواہشاتِ نفسانیہ اور وساوس شیطانیہ کو سن نہیں سکتے۔ اور دنیوی زینت اور حیوانی لذت کو دیکھ نہ سکیں۔ تاکہ وہ اس سے فریب زدہ نہ ہوں۔ اور دین کو دنیا کے بدلے بیچ نہ سکیں، لیکن اللہ تعالے اپنی حکمت کاملہ سے اپنی مرضی کے مطابق کرتا ہے۔ اور اپنے ارادہ ازلی کے تحت امر فرماتا ہے۔

نواب افتخار احمد خان عدنی
سی ایس پی

سُورۃُ الرَّحْمٰنُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلرَّحْمٰنُ :

اس سورہ کا آغاز اللہ تعالٰے کے اس نام سے ہے۔ جو اپنی رحمت کی عمومیت سے کل ارض و سماوات کو اپنے احاطے میں لئے ہوئے ہے۔ وہ اللہ۔ جس کی رحمت بے پایاں عام ہے۔ اور ہر ذی روح پر اور ہر جاندار پر جلوہ فرما ہے۔ اس سورہ کے پہلے رکوع میں ان نعمتوں کا ذکر ہے۔ جن سے ہر جنّ و انس کو فیض عام پہنچتا ہے۔ اسی لئے اس کا آغاز اس نام سے کیا گیا ہے۔ جس سے حق تعالٰے کی رحمت کے دریائے محیط کے موجزن ہونے کا اعلان ہوتا ہے۔

عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ :

پہلے اللہ تعالٰے کے اسم رحمت پر زور دے کر یہ فرمایا گیا ہے۔ کہ اس نے قرآن سکھایا۔ گویا قرآن اس کی رحمت عام کا خاص الخاص مظہر ہے۔ قرآن کے علاوہ اور تمام صحف آسمانی یا تو بعض قوموں کے لئے محدود تھے۔ یا ایک معیّنہ مدّت کے لئے مخصوص تھے۔ لیکن قرآن کریم اپنے پیغام کی جامعیّت کی وجہ سے تمام نوع انسانی پر محیط ہے۔ اور آنے والے تمام زمانوں پر حاوی ہے۔ گویا وہ الرَّحْمٰن کی ایک ایسی رحمت ہے جو اپنی وسعت، پہنائی اور عمومیت کی وجہ سے تمام جنّ و انس کو اپنے احاطے میں لئے ہوئے ہے۔ اس کا فیض نہ محدود ہے۔ نہ مخصوص، مومنین اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر روحانی مدارج پاتے ہیں —— قومیں اس کے بیان کردہ اصولوں پر کاربند ہو کر ترقی اور کامرانی سے ہمکنار ہوتی ہیں۔ فاسق و فاجر اپنے اعمال کے نتائج دیکھتے ہیں، لیکن کسی کے ساتھ خواہ وہ کیسے ہی بُرے اعمال کا مرتکب ہوا ہو۔ ظلم نہیں روا رکھا جاتا۔ بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ رحمٰن کسی ایک عمل نیک سے خوش ہو کر تمام گناہوں کو معاف

Scanned with CamScanner

فرما دیتا ہے۔ گویا قرآن کریم قوانین قدرت اور اصول جزا و سزا کا ایک ایسا جامع پیغام ہے۔ جسے حق تعالےٰ نے اپنی رحمتِ عام کے اتمام کے لئے جبریل امین کے ذریعے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا۔ جنھوں نے اس کی تعلیمات تمام جنّ و انس پر عام فرما دیں۔

خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ :

اُسی نے انسان کو خلق کیا۔ یہاں غور کرنے کی بات یہ ہے۔ کہ اس سورہ میں خطاب جنّ و انس دونوں سے ہے۔ لیکن یہاں صرف انسان کی تخلیق کا ذکر کیا گیا ہے۔ باوجودیکہ تقدم و تقرب دونوں کے اعتبار سے فضیلت ملائکہ کو ہے۔ لیکن ان کا بھی یہاں ذکر نہیں ہے۔ قرآن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے والے بھی جبریل امین تھے۔ اور معراج کی رات افلاک کی بلندیوں تک لے جانے والے بھی وہی تھے۔ لیکن یہاں انسان کی تخلیق کا خاص طور پر اس لئے ذکر ہے۔ کہ مقصودِ کائنات وہی ہے۔ خلافت کا شرف اسی کو دیا گیا۔ وہ بار جس کی تمام مخلوق میں کسی اور کو تاب برداشت نہیں تھی۔ اسی نے اٹھایا۔

عَلَّمَهُ الۡبَیَانَ :

اور اسے بولنا سکھایا — گویائی ایک ایسی صفت ہے، جو انسان کو اور مخلوق سے ممتاز کرتی ہے۔ یہ صفت گویائی اسے قرآن کو اپنی زبان سے ادا کرنے کی قدرت دیتی ہے۔ اور یہی صفت گویائی اس کے خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنتی ہے۔ اسی بیان کے ذریعے وہ اللہ کی حمد کرتا ہے۔ اس کی عبادت کرتا ہے۔ اس سے طلب استعانت کرتا ہے۔ آرزوؤں کے تقاضے کرتا ہے۔ اور اسی گویائی کے ذریعے اللہ کے حضور میں اپنی شکائتیں پہنچاتا ہے۔ حق تعالےٰ انسان کی حمد و ثنا کو بھی سنتا ہے۔ اس کے تقاضوں کو بھی، اور اس کی شکایتوں کو بھی، اور خود بھی کلام فرماتا ہے۔ کبھی براہِ راست، کبھی وحی کے ذریعے۔ کبھی القا کے ذریعے۔ اور کبھی حادثات اور واقعات کے پردے میں۔ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے — ؎

خدائے زندہ بے ذوقِ سخن نیست

اَلشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ :

چاند اور سورج مقررہ حساب سے گردش کر رہے ہیں۔ تمام اجرامِ فلکی اپنے

Scanned with CamScanner

مقررہ مدار پر ایک مقررہ رفتار سے سفر میں مصروف ہیں۔ ان کے مدار میں اور رفتار میں اگر فرق آجائے، تو نظامِ شمسی درہم برہم ہو جائے۔ اور وہ نظامِ کائنات جس کا یہ نظامِ شمسی ایک ادنیٰ جزو ہے۔ وہ بھی اس طرح حق تعالےٰ کے مقرر کردہ حساب کے مطابق گردش میں ہے۔

وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ :

ایک طرف شمس و قمر اس کے تابع ہیں۔ اور دوسری طرف زمین پر پھیلی ہوئی بیلیں اور تناور درخت اس کے حضور میں سجدہ ریز ہیں۔ کوئی چیز اس کے حکم سے باہر نہیں۔ ہر چیز اس کے مقرر کردہ اندازے کے مطابق عمل پیرا ہے۔ اور ہر چیز زبانِ حال سے اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہے۔

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا :

اسی نے آسمان کو بلند کیا ــــ آسمان کیا ہے؟ وہ فضا کی پہنائی ہے، جس میں تمام اجرامِ فلکی، جن کا ایک چھوٹا سا حصہ ہمارا نظامِ شمسی ہے۔ گردش کر رہے ہیں۔ ہم جب آنکھ اوپر اٹھائیں۔ تو ہمیں یہی فضا اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ اجرام فلکی کی روشنی سے جگمگاتی ہوئی حدِ نظر تک پھیلی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

وَوَضَعَ الْمِيزَانَ :

اور اسی نے میزان قائم کی۔ یہاں غور کرنے کی بات یہ ہے۔ کہ حق تعالےٰ نے آسمان کو بلند کرنے کا ذکر کرنے کے بعد اور زمین کو بچھانے کا بیان فرمانے سے پہلے میزان کا ذکر کیوں فرمایا ہے! آخر میزان کیا چیز ہے؟ ــــ میزان ہی دراصل وہ ذریعہ ہے جس سے دو پلڑوں کا وزن برابر کیا جاتا ہے۔ یہ کرّۂ ارض جس پر ہم آباد ہیں۔ اور شمس و قمر، جن کا پہلے ذکر آچکا ہے۔ سب فضائے بسیط میں گردش کرتے ہوئے نظامِ شمسی کا ایک جزو ہیں۔ یہ اگر اپنی حدود پر قائم ہیں۔ اور ایک دوسرے سے ٹکرا کر پاش پاش نہیں ہو جاتے، تو صرف اس لئے۔ کہ ان کی قوتِ ثقل اور کشش ان کے درمیان ایک توازن قائم کئے ہوئے ہے۔ ان کے باہمی ربط میں حق تعالےٰ نے ایک ایسا توازن پیدا کیا ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کی بربادی کے بجائے مدار مقررہ پر ایک دوسرے کے قیام کی ضمانت بن جاتے ہیں۔ اگر کسی ایک سیارے کی

گردش کسی دوسرے مادے پر غالب آجائے۔ تو وہ اسے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ مگر جب دو ستیاروں کی کشش برابر ہو جائے۔ تو وہ گردش کرنے لگتے ہیں۔ گویا اجرامِ فلکی کی گردش اور نظامِ کائنات کا قیام کشش کی برابری پر منحصر ہے۔ اور اس برابری کی ضمانت توازن ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے۔ کہ میزان باعث قیام کائنات ہے۔ یہی سبب ہے۔ کہ حق تعالے نے میزان کا ذکر ارض و سماء کے بیان کے عین وسط میں فرمایا ہے۔

اَلَّا تَطْغَوْا فِى الْمِيْزَانِ :

اور اسی نے ترازو رکھی۔ تاکہ تم تولنے میں کمی بیشی نہ کرو — یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ میزان، جو نظامِ کائنات کا اصول ہے۔ انسان کے لئے کیوں قائم کی گئی۔ تاکہ وہ تولنے میں انصاف کرے۔ جبکہ وہ بظاہر اس کائنات کا ایک نہایت ہی حقیر جزو معلوم ہوتا ہے۔ اس سوال کا جواب حضور کی اس حدیث میں ملتا ہے۔ جس میں آپؐ نے یہ فرمایا۔ کہ یہ شمس و قمر، یہ پہاڑ، اور یہ دریا کچھ بھی خلق نہ کئے جاتے۔ اگر مجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل یہ کائنات وجود میں آئی ہے۔ اور چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہادیٔ کامل ہیں تمام نوع انسان کے لئے۔ جس کے خمیر میں خیر اور شر دونوں ایک دوسرے سے متصادم ہیں۔ لہٰذا عالمِ انسانی کی ہدایت کے لئے ترازو قائم کی گئی ہے۔ تاکہ شر خیر پر بھاری نہ ہو جائے۔ شر کا بالکل مٹا دیا جانا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے۔ کہ نفس انسانی اور وساوس الناس کی وجہ سے انسان طبعاً شر کی طرف مائل ہوتا ہے۔ لیکن معاشرے کی بھلائی اس میں مضمر ہے۔ کہ جس قدر شر پہ فطرتِ انسانی اسے اکسائے۔ اسی قدر وہ حکمِ الٰہی کے تحت خیر کا اہتمام کرے۔ تاکہ دونوں پلڑے برابر ہو جائیں۔ اور نظامِ زندگی میں کوئی خرابی واقع نہ ہو۔

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ

یہ بتانے کے بعد، کہ میزان درحقیقت اصولِ کائنات بھی ہے اور اصولِ حیات بھی۔ یہ حکم دیا جاتا ہے۔ کہ انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو۔ اور تول میں کمی نہ کرو — یہاں دو احکام صادر کئے گئے ہیں۔ ایک تو یہ۔ کہ تول میں کمی نہ کرو —

اگر تول میں کوئی کمی کرے۔ تو یہ تو ایک کھلی ہوئی بے ایمانی ہوگی۔ جیسے کسی سے کام لے کر اجرت نہ دینا۔ یا کم دینا۔ یا حقدار کو اس کے حق سے محروم کرنا۔

اور دوسرا حکم یہ ہے۔ کہ وزن کو ٹھیک رکھو۔ اگر وہ اوزان جن سے ترازو میں چیزیں تولی جاتی ہیں۔ وہ ہی کم ہوں۔ تو کسی کو اپنی حق تلفی کا احساس بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک چھپی ہوئی بے ایمانی ہے۔ اور حق تعالے نے پہلے اس سے ہی منع فرمایا ہے۔ وزن کو ٹھیک نہ رکھنا دراصل ہر بے ایمانی کی جڑ ہے۔ اس کا اطلاق زندگی کے ہر شعبے پر ہوتا ہے۔ اس طرح کے قوانین نافذ کرنا، جن میں کوئی چھپا ہوا قاعدہ مضمر ہو۔ اس طرح کے اصول وضع کرنا۔ جس میں صرف چند لوگوں کے مفادات کو محفوظ کیا گیا ہو۔ اس طرح کا آئین بنانا۔ جس میں کسی فردِ واحد، یا کسی خاص طبقے، یا کسی خاص گروہ، یا کسی خاص قطعہ ارضی کے رہنے والوں کے مفادات کی خاطر عام آدمیوں کے حقوق کو قربان کر دیا جائے۔ اسی طرح کی ناانصافی کی تعریف میں آتا ہے۔

وزن کو قائم رکھنے کے لئے انصاف کی تاکید کی گئی ہے۔ گویا عدل ہی معاشرے میں اصل اصول ہے۔ بغیر عدل کے نہ وزن ٹھیک رکھا جا سکتا ہے۔ نہ تول پورا کیا جا سکتا ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دو واقعات سے احکامات کی صراحت ہوتی ہے — ایک مرتبہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا — ہمارا خیال نہیں تھا۔ کہ آپؐ اس کا ہاتھ کٹوا دیں گے! آپؐ نے فرمایا — اگر میری بیٹی فاطمہ بھی اس جرم کا ارتکاب کرتی۔ تو میں اس کا بھی ہاتھ کٹوا دیتا —"!

جنگ بدر کے قیدیوں کو جب رسیوں سے باندھ دیا گیا۔ تو رات کے وقت آپؐ اپنے چچا حضرت عباسؓ کے کراہنے کی آواز سے بے چین رہے۔ اور سو نہ سکے۔ صحابہؓ نے حضور کی بے چینی کو دیکھ کر حضرت عباسؓ کی رسیاں ڈھیلی کر دیں۔ جب حضورؐ کو اس کا علم ہوا۔ تو حکم دیا۔ کہ تمام قیدیوں کی رسیاں ڈھیلی کر دی جائیں۔

وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ :

اور اسی نے مخلوق کے لئے زمین بچھا دی — شمس و قمر اور آسمان اور اصولِ حیات

کا ذکر فرما کر حق تعالےٰ نے زمین کا ذکر فرمایا ہے۔ جس میں انسان کو خلیفہ بنایا گیا ہے۔ اس زمین کا پھیلا ہوا ہونا اس مخلوق کے لئے ہے۔ جو نہ پرواز کر سکتی ہے۔ اور نہ پانی میں تیر سکتی ہے۔ ایک رحمت ہے۔

فِيهَا فَاكِهَةٌ وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ

جس میں میوے ہیں۔ اور خوشے والی کھجور کے درخت —— یہاں یہ بات قابلِ غور ہے۔ کہ میووں اور کھجور کے درختوں کا ذکر اناج سے پہلے کیا گیا ہے۔ حالانکہ ضرورت کے اعتبار سے اناج کو تقدّم حاصل ہے —— انسان کی اصل باغِ جنّت سے ہے۔ جہاں سے حضرت آدمؑ کو کچھ عرصے کے لئے دنیا میں بھیجا گیا تھا۔ اور جنت کی غذا میں پھلوں کو فضیلت حاصل ہے۔ اس لئے اس دنیا کی غذاؤں میں بھی اس غذا کا پہلے ذکر کیا گیا۔ ہے۔ جو جنت کی غذا سے مشابہت رکھتی ہے۔

وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ

اور اناج ہے بھُس والا۔ اور پھول ہیں خوشبودار —— یہاں زمین سے نکلنے والی چیزوں کی رنگا رنگی کو ظاہر فرمایا ہے۔ اناج جو انسانی زندگی کے لئے ضروری ہے اپنے ساتھ ایک ایسا جزو بھی رکھتا ہے۔ جیسے بھُس۔ جسے کھانے کے کام میں نہیں لایا جا سکتا۔ اور پھول —— جو انسانی زندگی کے لئے بالکل ضروری نہیں ہیں۔ اپنے اندر خوشبو کا ایک ایسا وصف رکھتے ہیں۔ جو انسان کے دماغ کو معطر کر کے اسے ایک نہایت لطیف اور غیر مادّی لذت بخشتی ہے۔ خوشبو کی صفت یہاں بیان فرمانے کے بعد —— جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب بنائی گئی تھی۔ حق تعالےٰ سوال فرماتا ہے۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ

پس اے انسانو اور جنّو! تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے؟

یہ سوال کرنے سے پہلے حق تعالےٰ نے اپنی گوناگوں نعمتوں کو گنوایا ہے —— جیسے قرآن کی رحمت، گویائی کی طاقت، مظاہر قدرت کی زندگی کے لئے سازگاری۔ اصولِ توازن کی اہمیت، جس سے سارا نظامِ حیات و کائنات قائم ہے۔ زمین کی روئیدگی کی رنگا رنگی۔ جو زندگی کے لئے بھی ضروری ہے۔ اور لذّتِ کام و دہن کی بھی ضامن ہے۔ اور خوشبو کے احساسِ لطیف کا باعث بھی ہے۔

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ :

حق تعالٰے نے انسان کو کھنکتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ اور جنّات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔ ملائکہ کو نور سے، جنات کو نار سے، اور انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ گویا اپنی اصل کے اعتبار سے انسان سب سے زیادہ کثیف ہے۔ ان تینوں میں نور اپنی لطافت کے اعتبار سے باقی دو سے بدرجہا افضل ہے۔ اور نار۔ یہ اعتبار توانائی اور مادّے کی ایک برتر صورت ہونے کے مٹی سے بہتر ہے۔ لیکن یہ حق تعالٰے کا کمالِ انعام ہے۔ کہ مادّے کی اس پست حقیقت صورت کو نفخ روح فرما کے سب پر فوقیت دے دی۔ اور منصبِ خلافت پر فائز فرمایا۔ ابلیس کی یہی غلطی تھی، کہ اس نے اپنے جوہر کو انسان کے جوہر سے بہتر سمجھ کر سجدے سے انکار کر دیا۔ ابلیس نے یہ استدلال کیا۔ کہ چونکہ اس کی اصل انسان کی اصل سے بہتر ہے۔ لہٰذا انسان کو اس کے مقابلے میں قابلِ تکریم نہیں قرار دیا جا سکتا۔ (خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ)۔ یہ انکار تکبّر کے سبب کیا گیا تھا۔ لیکن اس میں آڑ دلیل کی یہ لی گئی۔ اس میں دراصل انسان کی تحقیر کے علاوہ بڑی خطا یہ تھی۔ کہ حق تعالٰے کی قدرت کاملہ کی نفی تھی۔ وہ اپنے ارادے اور اپنے حکم سے ادنیٰ کو افضل اور افضل کو ادنیٰ بنا سکتا ہے۔ حق تعالٰے کی اس قدرتِ کاملہ کی نفی کے سبب ابلیس مردود ہوا۔ اور اس کے مردود ہونے میں یہ مصلحت تھی۔ کہ وہ اللہ کی مخلوق کو بہکانے پر تُل جائے۔ تاکہ حق تعالٰے کے رُوبرو جن و انس دونوں میں اچھے بُرے کی آزمائش ہو جائے۔ چنانچہ انسان کا مٹی سے خلق ہونا اور جنات کا آگ سے تخلیق ہونا بھی ایک نعمت تھی دونوں گروہوں کے لئے۔

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ؕ

وہ رب ہے دونوں مشرقوں کا اور دونوں مغربوں کا۔

کائنات کی ہر جہت اور ہر سمت، اس کے حکم کے تابع ہے۔ کوئی گوشہ، کوئی کونہ ایسا نہیں، جہاں اس کا حکم نہ چلتا ہو۔ اور یہ ہمارے لئے کتنی بڑی رحمت ہے۔ کہ ہم ایک لحظے کے لئے بھی اس کی ربوبیت سے محروم نہیں ہیں۔ ہم جہاں بھی ہوں جس حال میں بھی ہوں۔ اس کی ربوبیت ہم پر سایہ فگن ہے۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ

اس نے دو دریا چلائے ہیں۔ جو ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں۔ ان دونوں میں ایک حجاب ہے۔ کہ اس سے بڑھ نہیں سکتے۔

یہ حق تعالٰے کی قدرت کاملہ کا عجیب منظر ہے۔ کہ ایک دوسرے سے مل جانے کے باوجود کھاری اور میٹھے پانی کے دریا اپنی اپنی صفت پر قائم رہتے ہیں۔ کھاری دریا کا پانی کھاری رہتا ہے۔ اور میٹھے پانی کا دریا میٹھا رہتا ہے۔ یہ بہت حیرت انگیز امر ہے کہ ایک دوسرے سے مل جانے کے باوجود دونوں دریاؤں کے پانی اپنی خصوصیات برقرار رکھتے ہیں۔ درحقیقت حق تعالٰے کی حکمت کاملہ نے اشیائے عالم کے درمیان ایک ایسا برزخ حائل کیا ہوا ہے۔ جو ان کو اپنی اپنی صفات پر قائم رکھتا ہے۔ یہ جائے شکر ہے۔ کہ اس نے ہر شئے کو ایک انفرادیت بخشی، جس سے اس کارخانہ عالم کی رنگا رنگی میں اضافہ ہوا۔

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ

ان دونوں دریاؤں سے موتی اور مرجان برآمد ہوتے ہیں!

جس طرح زمین کی روئیدگی سے اللہ تعالٰے نے انسانوں کو پھول عطا کئے ہیں، جن کی خوشبو سے دماغ معطر ہوجاتا ہے۔ اسی طرح سے سمندر سے موتی اور مرجان عطا فرمائے ہیں۔ جن سے زیوروں کی آرائش ہوتی ہے۔ اور جنہیں زیب وزینت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جس طرح حضورؐ کو خوشبو عزیز تھی۔ اسی طرح حضورؐ کی محبوب ترین اہلیہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کو موتیوں کے ہار عزیز تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ — خوشبو کا استعمال انبیاء علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سُنّت ہے۔ گویا انبیائے کرامؑ کی راحت خوشبو رہی ہے۔ اور ان کی ازواج مطہرات کی زینت لؤلؤ ومرجان، ان عنایات میں تخصیص نہیں ہے۔ بلکہ بنی نوع انسان کے لئے نعیم ہے۔ اور یہ بجائے خود ایک شکر کا مقام ہے۔

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ

اور اللہ کی ملکیت ہیں وہ جہاز، جو پہاڑ کی طرح کھڑے چل پھر رہے ہیں

یہاں پہلی بار اس سورہ میں ایک ایسی چیز کا ذکر ہوتا ہے، جو انسان کی بنائی ہوئی ہے

گویا حق تعالیٰ نے انسان کی صنعت کو بھی اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ انسان کی تمام صلاحیتیں اللہ کی ودیعت کردہ ہیں۔ اگر وہ ان کو بروئے کار لائے۔ اور کوئی بڑی چیز ایجاد کرے، یا کوئی کارنامہ سرانجام دے، تو درحقیقت وہ اس کا کمال نہیں۔ بلکہ صناع ازل کی قدرت کا اظہار ہے۔ جو ہر صلاحیت اور توفیق کا عطا کرنے والا ہے۔ تو ایسی صورت میں سزاوارِ حمد وسپاس اسی کی ذات ہے۔

دریاؤں کے ذکر میں تین باتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک تو وہ حجاب جو ہماری نظروں سے پوشیدہ ہے۔ اور زیرِ آب دو دریاؤں کو خلط ملط ہونے سے روکتا ہے۔ دوسرے موتی اور مرجان، جو سمندر کی تہہ میں پوشیدہ ہیں۔ اور اس سے برآمد کئے جاتے ہیں۔ اور تیسرے جہاز — جو سطحِ آب پر رواں ہیں۔ اور نظروں کے سامنے ہوتے ہیں۔

گویا اللہ تعالیٰ کی نعمتیں پوشیدہ بھی ہیں۔ ظاہر بھی ہیں۔ اور بعض صورتیں ایسی بھی ہیں۔ کہ جب وہ نظروں سے نہاں رہ کر تلاش اور کوشش کے بعد ظاہر ہوتی ہیں۔ اور ہر صورت میں اور ہر حال میں ہم پر اس کی گوناگوں نعمتوں کا شکر واجب ہے۔ کیونکہ اس نے کائنات کو — اس کرۂ ارض کو — خشکی اور تری کو — غرض ہر چیز کو اپنی رحمت اور اپنے اکرام وعطایا کا مظہر بنایا ہے۔

(جاری ہے)

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

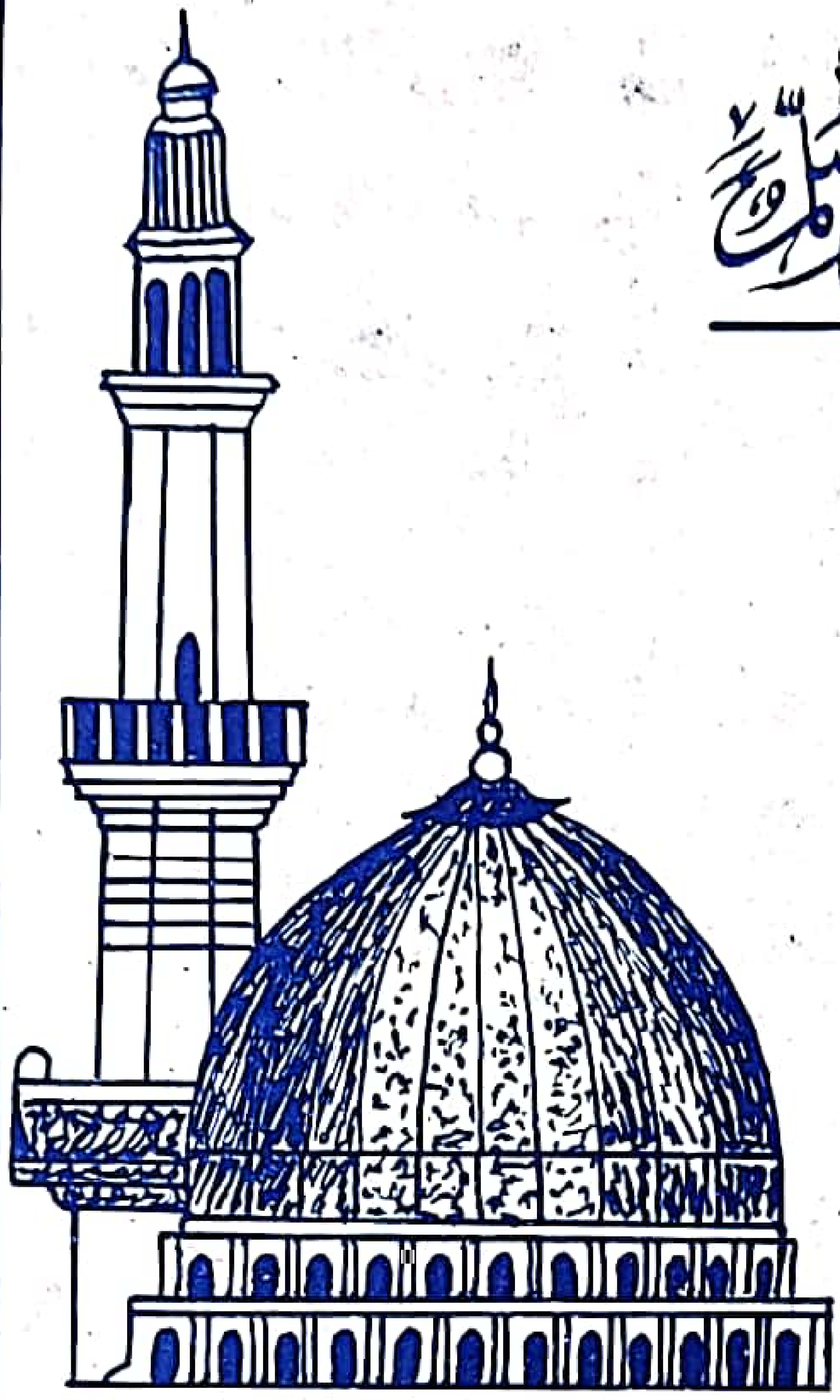

فضائل تبلیغ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَہِیْدٍ
رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ کِتٰبِ الزُّھْدِ لَہٗ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے میری امت کے بگڑنے کے وقت میری سنّت کو اپنا رہنما بنایا۔ اسے سَو شہیدوں کا ثواب ملے گا (امام بیہقیؒ نے یہ روایت اپنی کتاب الزّہد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے)

(کتاب العمل بالسّنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۲)

○

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَآ اِلٰی ھُدًی کَانَ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَہٗ لَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص ہدایت کی دعوت دے (یعنی کسی کو دین کے راستہ پر بلائے) اس کو اتنا ہی اجر

يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَآ اِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ملے گا۔ جتنا کہ اس کو جو اس کی پیروی اختیار کرے، اور اس (اطاعت گذار) کے اجر میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ اور جو گمراہی کی طرف بلائے، اس کو اتنا ہی گناہ ہو گا۔ جتنا کہ اس کو جو اس کی اطاعت کریں۔ اور ان کے گناہ میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ (مسلمؒ)

(کتاب العمل بالسُّنۃ المعروف بہ ترتیب شریف ص ۳)

○

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَدُّ الْعِلْمِ الَّذِيْ اِذَا بَلَغَهُ الرَّجُلُ كَانَ فَقِيْهًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلٰى اُمَّتِيْ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا فِيْ اَمْرِ دِيْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِيْهًا وَكُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَافِعًا شَهِيْدًا

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ کیا ہے مقدار علم کی، کہ جب انسان اتنا علم حاصل کرلے۔ تو فقیہہ (عالم) بن جائے (اور دنیا و آخرت میں اس کا شمار عالموں میں ہو) پس فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ جو شخص میری امت کو فائدہ پہنچانے کے لئے چالیس حدیثیں امر دین کی یاد کرے۔ اللہ سبحانہٗ اس کو قیامت میں فقیہہ اٹھائے گا، اور قیامت کے دن میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا (بیہقیؒ)

(کتاب العمل بالسُّنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۳)

○

دین کے ذریعہ دنیا کمانے والوں کیلئے وعید

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ یَخْتِلُوْنَ الدُّنْیَا بِالدِّیْنِ یَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّانِ مِنَ اللِّیْنِ اَلْسِنَتُھُمْ اَحْلٰی مِنَ السُّکَّرِ وَقُلُوْبُھُمْ قُلُوْبُ الذِّیَابِ یَقُوْلُ اللّٰہُ اَبِیْ تَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَیَّ تَجْتَرِءُوْنَ بِیْ حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰی اُولٰٓئِکَ مِنْھُمْ فِتْنَۃً تَدَعُ الْحَلِیْمَ مِنْھُمْ حَیْرَانًا وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۔۔۔ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ظاہر ہونگے (یعنی منظر عام پر آئیں گے) جو مکر و فریب سے دین کے ذریعہ دنیا کمائیں گے ۔ لوگوں کو نرمی دکھانے کے لئے بھیڑ کی کھالیں پہنیں گے (یعنی بظاہر بڑے نرم، شیریں زبان، اسلام کے ہمدرد، تبلیغ کے علمبردار، حق و صداقت کے مدعی، دنیا سے متنفر اور تقدس مآب ہوں گے) انکی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہونگی ۔ لیکن ان کے دل بھیڑیئے کے دل ہوں گے ۔ اللہ سبحانہ فرماتے ہیں ۔ کہ کیا تم لوگ میرے ساتھ دغا بازی اور فریب کرتے ہو ۔ یا میرے سامنے سینہ زوری اور بہادری دکھاتے ہو ۔ میں نے بھی اپنی ہی قسم کھائی ہے ۔ کہ ان لوگوں میں انہیں میں سے فتنہ بھیجوں گا ۔ اور ایسا فتنہ، جو ان میں سے ان کے باوقار اور بردبار کو بھی حیران کر دے گا ۔ اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے ۔

(ترمذی شریف مترجم جلد دوم / کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۴۲)

فضائل الذکر

عَنْ مَالِکٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ کَانَ یَقُوْلُ لَا تُکْثِرُوا الْکَلَامَ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ

امام مالک رح کو پہنچا ۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام فرماتے تھے ۔ کہ مت باتیں کرو بے کار سوائے یاد الٰہی کے، کہ کہیں سخت ہو جائیں

فَتَقْسُو قُلُوبُكُمْ فَإِنَّ الْقَلْبَ الْقَاسِيَ بَعِيدٌ مِنَ اللهِ وَلٰكِنْ لَا تَعْلَمُونَ وَلَا تَنْظُرُوا فِي ذُنُوبِ النَّاسِ كَأَنَّكُمْ أَرْبَابٌ وَانْظُرُوا فِي ذُنُوبِكُمْ كَأَنَّكُمْ عَبِيدٌ فَإِنَّمَا النَّاسُ مُبْتَلًى وَمُعَافًى فَارْحَمُوا أَهْلَ الْبَلَاءِ وَاحْمَدُوا اللهَ عَلَى الْعَافِيَةِ

دل تمہارے، اور سخت دل دور ہیں اللہ سے، لیکن تم نہیں سمجھتے۔ اور مت دیکھو دوسروں کے گناہ، گویا تم ہی رب ہو۔ اپنے گناہوں کو دیکھو، اپنے تئیں بندہ سمجھ کر، کیونکہ لوگوں میں سب طرح کے لوگ ہیں۔ بعض بیمار ہیں۔ بعض اچھے ہیں۔ تو رحم کرو بیماروں پر، اور شکر کرو اللہ کا اپنی تندرستی پر۔

(موطا امام مالکؒ صفحہ ۷۷-۷۷۶/ کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۵)

عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ شَقِيقٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ آدَمِيٍّ إِلَّا لِقَلْبِهِ بَيْتَانِ فِي أَحَدِهِمَا الْمَلَكُ وَفِي الْآخَرِ الشَّيْطٰنُ فَإِذَا ذَكَرَ اللهَ خَنَسَ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ وَضَعَ الشَّيْطَانُ مِنْقَارَهُ فِي قَلْبِهِ وَوَسْوَسَ لَهُ

حضرت عبد اللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ـــ ہر آدمی کے دل میں دو مکان ہیں۔ ایک میں فرشتہ (رہتا) ہے دوسرے میں شیطان۔ جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اور جب ذکر نہیں کرتا۔ تو شیطان اپنی چونچ (یعنی منہ) اس کے دل میں رکھ دیتا ہے۔ اور وسوسہ ڈالتا ہے۔ (ابن ابی شیبہؒ)

(حصن حصین صفحہ ۲۹/ کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۱۵)

عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ تَعَالٰى إِنِّي لَسْتُ كُلَّ كَلَامِ الْحَكِيمِ أَقْبَلُ وَلٰكِنِّي

حضرت مہاجر بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں دانا کے ہر کلام کو قبول

أَتَقَبَّلُ هَمَّهُ وَهَوَاهُ فَإِنْ كَانَ هَمُّهُ وَهَوَاهُ فِي طَاعَتِي جَعَلْتُ صَمْتَهُ حَمْدًا لِي وَوَقَارًا وَإِنْ لَمْ يَتَكَلَّمْ

نہیں کرتا ہوں۔ بلکہ میں دانا کی خواہش اور ارادہ کو قبول کرتا ہوں۔ اگر اس کی خواہش اور اس کا ارادہ میری عبادت کا ہو۔ تو میں اس کے چپ رہنے کو (بھی) اپنی تعریف اور بڑائی قرار دیتا ہوں۔ اگرچہ کلام نہ کرے۔

(دارمی شریف اردو صہ ۹۲ شمارہ ۲۵۵ ــــ ترتیب شریف صفحہ ۱۵)

○

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَأَسُدَّ فَقْرَكَ وَإِنْ لَا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اے انسان! تو میری عبادت کے لئے فارغ ہوجا، میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا۔ (تجھے دولتِ غنا اور دلجمعی میسّر آئے گی۔) اور تیری محتاجی کا سدِّباب کر دوں گا۔ اگر تو یہ نہیں کرتا۔ تو میں تیرے دونوں ہاتھ (پریشان کن) مشاغل سے بھر دوں گا۔ اور تیری محتاجی کا سدِّباب نہ کروں گا!

(یہ حدیث حسن غریب ہے)

(ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۶۸ شمار ۳۲۹ / ترتیب شریف صفحہ ۱۶)

○

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيُّ الْعِبَادِ أَفْضَلُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ الذَّاكِرِينَ اللّٰهَ كَثِيرًا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمِنَ الْغَازِي

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا۔ کونسا بندہ سب بندوں سے درجے کے اعتبار سے سب سے بڑا اور فضیلت رکھنے والا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کا ذکر

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَیْفِہٖ فِی الْکُفَّارِ وَ الْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یَنْکَسِرَ وَ یَخْتَضِبَ دَمًا لَکَانَ الذَّاکِرِیْنَ لِلّٰہِ کَثِیْرًا اَفْضَلُ دَرَجَۃً
ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

کثرت سے کرنے والا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (کیا اس ذاکر کا مرتبہ) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی (بڑا ہے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر اپنی تلوار کا فروں اور مشرکین پر چلاتا رہے۔ یہاں تک کہ ٹوٹ جائے اور خون سے رنگین ہو جائے۔ تب بھی اللہ کا ذکر کرنے والے اس غازی سے درجہ میں بڑے ہیں (یہ حدیث غریب ہے)

(ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۲۸۶ شمار ۱۲۲۸ / ترتیب شریف صفحہ ۱۶)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَۃٌ وَ صِقَالَۃُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ وَ مَا مِنْ شَیْءٍ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ قَالُوْا وَ لَا الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ وَ لَا اَنْ یَّضْرِبَ بِسَیْفِہٖ حَتّٰی یَنْقَطِعَ (رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ ہر چیز کی صفائی ہے، اور دل کی صفائی اللہ کا ذکر ہے۔ اور کوئی چیز اللہ کے عذاب سے بچانے والی ذکر الٰہی سے بہتر نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں۔ اگرچہ جہاد کرنیوالے کی تلوار لڑتے لڑتے ٹوٹ جائے۔ (بیہقی)

(کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۱۶)

فضائل نوافل

نماز اشراق کا ثواب

عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسِ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ فِيْ مُصَلَّاهُ حِيْنَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى يُسَبِّحَ رَكْعَتَيِ الضُّحٰى لَا يَقُوْلُ اِلَّا خَيْرًا غُفِرَ لَهٗ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ اَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ

رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

حضرت معاذ بن انس الجہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص صبح کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد میں اپنی جگہ بیٹھا رہے، یہاں تک کہ آفتاب نکل آئے (اور وہ) اشراق کی دو رکعتیں پڑھے، اور درمیان میں بجز کلمۂ خیر کچھ نہ کہے، تو بخشے جاتے ہیں اس کے گناہ اگرچہ وہ دریا کے جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔

(ابوداؤدؒ)

(کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۲۸۸)

چاشت کی نماز کا ثواب

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَافَظَ عَلٰى شُفْعَةِ الضُّحٰى غُفِرَ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے چاشت کے جوڑے کی حفاظت کی (یعنی اس کی دو رکعت کی پابندی کی) اللہ سبحانہٗ اس کے گناہ بخش دے گا۔ اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں

(ترمذیؒ / کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۳۰۹)

زوال کی نماز کا ثواب

عَنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ تُحْسَبُ بِمِثْلِهِنَّ فِيْ صَلٰوةِ السَّحَرِ وَمَا مِنْ شَيْءٍ اِلَّا وَهُوَ يُسَبِّحُ اللّٰهَ تِلْكَ السَّاعَةَ ثُمَّ قَرَأَ يَتَفَيَّؤُ ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِلّٰهِ وَهُمْ دَاخِرُوْنَ

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ظہر سے پہلے زوال کے بعد چار رکعتیں ہیں۔ جن کو حساب میں تہجد کی نماز کے برابر شمار کیا جاتا ہے۔ اور کوئی چیز ایسی نہیں، جو اس وقت اللہ کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ يَتَفَيَّؤُ ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِلّٰهِ وَهُمْ دَاخِرُوْنَ یعنی پھرتے ہیں سائے ہر چیز کے دائیں جانب اور بائیں جانب سجدہ کرتے ہوئے اللہ کے لئے اور وہ ذلیل ہیں۔

(ترمذیؒ / بیہقیؒ فی شعب الایمان)

(کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۳۱۵)

○

صلوٰۃ التسبیح

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّاهُ اَلَا اُعْطِيْكَ اَلَا اَمْنَحُكَ اَلَا اُخْبِرُكَ اَلَا اَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ اِذَا اَنْتَ فَعَلْتَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اے عباسؓ! اے میرے چچا! کیا نہ دوں میں تم کو، کیا نہ دوں میں تم کو کیا نہ بتاؤں میں تم کو ایسی دس خصلتیں، کہ

ذٰلِكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ذَنْبَكَ
اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ قَدِيْمَهٗ وَحَدِيْثَهٗ
خَطَأَهٗ وَعَمَدَهٗ صَغِيْرَهٗ وَكَبِيْرَهٗ
سِرَّهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ اَنْ تُصَلِّيَ
اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِيْ كُلِّ
رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً
فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِيْ
اَوَّلِ رَكْعَةٍ وَاَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ
مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ
رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ
الرُّكُوْعِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِيْ
سَاجِدًا فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ سَاجِدٌ
عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ
فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ
فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ
فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَ
سَبْعُوْنَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ
فِيْ اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ اِنِ اسْتَطَعْتَ
اَنْ تُصَلِّيَهَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً
فَافْعَلْ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ
كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ
فَفِيْ كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ
فَفِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ

اگر تم ان پر عمل کرو، تو اللہ تبارک وتعالیٰ عز وجل ذوالجلال والاکرام تمہارے تمام اگلے پچھلے، پرانے اور نئے قصداً وسہواً چھوٹے اور بڑے، مخفی اور ظاہر گناہوں کو بخش دے، تم چار رکعت نماز پڑھو۔ ہر رکعت میں ایک بار الحمد اور ایک سورۃ پڑھو۔ جب قرأت سے فارغ ہو چکو، تو کھڑے کھڑے پندرہ مرتبہ کہو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پھر رکوع کرو۔ اور رکوع کے اندر بھی دس مرتبہ ان کلموں کو کہو۔ پھر رکوع سے سر اٹھاؤ۔ اور دس مرتبہ ان کلموں کو کہو۔ پھر سجدہ کرو۔ اور سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد دس مرتبہ ان کلموں کو کہو۔ پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ۔ اور دس مرتبہ ان کلموں کو کہو۔ پھر دوسرا سجدہ کرو اور سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد دس مرتبہ ان کلموں کو کہو۔ پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ، اور دس مرتبہ ان کلموں کو کہو، یہ سب پچھتر مرتبہ ہر رکعت میں ہوا۔ چاروں رکعتوں میں اسی طرح کرو۔ اور تمہاری قدرت اور امکان میں ہو۔ تو روزانہ ایک مرتبہ یہ نماز پڑھو۔ اور یہ ممکن نہ ہو۔ تو پھر ہر جمعہ کے دن پڑھو۔ یہ بھی ممکن نہ ہو۔ تو مہینہ میں ایک مرتبہ۔ یہ بھی ممکن نہ ہو۔ تو سال میں ایک

فَفِیْ عُمُرِكَ مَرَّةً

مرتبہ اور یہ بھی ممکن نہ ہو۔ تو ساری عمر میں ایک مرتبہ پڑھو۔

(ابوداؤدؒ / ابن ماجہؒ / بیہقیؒ / ترمذیؒ / کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف ص۲۳۳)

فضائلِ صدقات والخیرات

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِیْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِیْ اَنْ لَّا یَمُرَّ عَلَیَّ ثَلٰثُ لَیَالٍ وَعِنْدِیْ مِنْهُ شَیْءٌ اِلَّا شَیْءٌ اُرْصِدُهٗ لِدَیْنٍ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو، تو مجھ کو یہ امر پسند نہ ہو کہ اس پر تین دن گذریں اور اس کے بعد اس میں سے کچھ میرے پاس باقی رہے۔ مگر صرف اتنا، کہ میں اس قرضہ کو ادا کر سکوں (بخاریؒ)

(کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۱۷۸)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ یَوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ اِلَّا مَلَكَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَّیَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ نہیں ہے کوئی ایسا دن۔ کہ جس میں صبح کے وقت دو فرشتے نہ اترتے ہوں جس میں سے ایک تو یہ کہتا رہتا ہے۔ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل دے یعنی وہ شخص مصرفِ خیر میں یا مناسب موقع پر خرچ کرتا ہے۔ اس کو اس سے زیادہ دے اور دوسرا یہ کہتا رہتا ہے، اے اللہ! بخیل (کے مال) کو تلف کر دے (بخاریؒ و مسلمؒ)

(کتاب العمل بالسّنّۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۱۸۱)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَضٰی لِاَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِیْ حَاجَۃً یُّرِیْدُ اَنْ یَّسُرَّہٗ بِھَا فَقَدْ سَرَّنِیْ وَمَنْ سَرَّنِیْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰہَ وَمَنْ سَرَّ اللّٰہَ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ

(رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے - فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میری امت میں سے کسی شخص کی (دینی یا دنیوی) حاجت کو پورا کرے، اور اس سے اس کا منشا اس کو خوش کرنا ہو۔ تو اس نے مجھ کو خوش کیا۔ اور جس نے مجھ کو خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا۔ اور جس نے اللہ کو خوش کیا۔ اللہ اسکو جنت میں داخل کرے گا

(بیہقی رح)

(کتاب العمل بالسّنّۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۱۷۸)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَغَاثَ مَلْھُوْفًا کَتَبَ اللّٰہُ ثَلٰثًا وَّ سَبْعِیْنَ مَغْفِرَۃً وَاحِدَۃً فِیْھَا صَلَاحُ اَمْرِہٖ کُلِّہٖ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ لَہٗ دَرَجَاتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے، جو شخص کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے۔ اللہ اس کے لئے تہتر بخششیں لکھ دیتا ہے۔ جس میں ایک بخشش وہ ہے جو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کی ضامن ہے اور بہتّر بخششیں قیامت کے دن اس کے درجات بلند کرنیکا سبب ہونگی۔

(بیہقی رح)

(کتاب العمل بالسّنّۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۱۷۸)

عَنْ اَنَسٍ وَعَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ فرمایا جناب رسول اللہ

وَسَلَّمَ اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ

صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، اللہ کو وہ شخص زیادہ محبوب ہے جو اس کے ساتھ احسان کرے (بیہقی)

(کتاب العمل بالسنّۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۱۱۷۹)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا شَاةً وَّلَا بَعِيْرًا وَّلَا اَوْصٰى بِشَيْءٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے بعد نہ تو کوئی دینار چھوڑا، نہ درہم، نہ کوئی بکری چھوڑی اور نہ کوئی اونٹ، اور نہ کسی چیز کی وصیت کی (مسلم)

(کتاب العمل بالسنّۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۱۱۷۹)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا (رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ کرنے میں جلدی کیا کرو۔ اس لئے کہ بلا صدقہ کو پھاند نہیں سکتی۔ (رزین)

(کتاب العمل بالسنّۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۱۱۷۹)

عَنْ اُمِّ بُجَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوا السَّائِلَ وَلَوْ بِظِلْفٍ مُّحْرَقٍ (رَوَاهُ مَالِكٌ وَنِسَائِيٌّ وَتِرْمِذِيٌّ وَاَبُوْدَاوُدَ)

حضرت ام بجید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ واپس کرو سائل کو کچھ دے کر اگرچہ وہ جلا ہوا سُم ہی کیوں نہ ہو (مالک / نسائی / ترمذی / ابوداؤد)

(کتاب العمل بالسّنّۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۱۸۰)

○

عَنْ عُمَرَ قَالَ تَعْلَمُنَّ اَیُّھَا النَّاسُ اَنَّ الطَّمَعَ فَقْرٌ وَاَنَّ الْیَأْسَ غِنًی وَاَنَّ الْمَرْأَ اِذَا یَئِسَ عَنْ شَیْءٍ اِسْتَغْنٰی عَنْہُ (رَوَاہُ رَزِیْنٌ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے لوگوں سے کہا۔ اے لوگو! جان لو، کہ لالچ محتاجی ہے۔ اور لوگوں سے بے پروائی غنا ہے، اور انسان جب کسی چیز سے مایوس ہوتا ہے۔ تو اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ (رزینؒ)

○

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّیْتُ وَرَآءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَۃِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطّٰی رِقَابَ النَّاسِ اِلٰی بَعْضِ حُجَرِ نِسَآئِہٖ فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِہٖ فَخَرَجَ عَلَیْھِمْ فَرَاٰی اَنَّھُمْ قَدْ عَجِبُوْا مِنْ سُرْعَتِہٖ قَالَ ذَکَرْتُ شَیْئًا مِنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَکَرِھْتُ اَنْ یَحْبِسَنِیْ فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِہٖ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَہٗ قَالَ کُنْتُ خَلَّفْتُ فِی الْبَیْتِ تِبْرًا مِنَ الصَّدَقَۃِ فَکَرِھْتُ اَنْ اُبَیِّتَہٗ

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے مدینہ منورہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیر کر فوراً اٹھے۔ اور لوگوں کی گردنیں پھاندتے ہوئے اپنی بعض بیویوں کے گھر کی طرف متوجہ ہوئے لوگ یہ دیکھ کر گھبرا گئے۔ جب آپؐ واپس تشریف لائے۔ اور دیکھا۔ لوگ آپؐ کی سرعت سے حیران ہیں۔ تو فرمایا۔ مجھکو سونے کی ایک چیز یاد آگئی۔ جو ہمارے پاس تھی۔ پس برا جانا میں نے، کہ وہ چیز مجھکو تقرّب الٰہی سے باز رکھے۔ پس میں اس کو تقسیم کردینے کیلئے دے آیا (بخاریؒ)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں سونے کا ایک ڈلا گھر میں چھوڑ آیا تھا۔ جو نہ کوٰۃ کا تھا

پس میں نے بہتر سمجھا۔ کہ رات کو اس کو اپنے
پاس رکھوں !

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ
كَانَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عِنْدِىْ فِىْ مَرَضِهٖ سِتَّةُ
دَنَانِيْرَ اَوْ سَبْعَةٌ فَاَمَرَنِىْ
رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنْ اُفَرِّقَهَا فَشَغَلَنِىْ وَجَعُ نَبِىِّ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
سَاَلَنِىْ عَنْهَا مَا فَعَلَتِ السِّتَّةُ
اَوِ السَّبْعَةُ قَالَتْ لَا وَاللهِ لَقَدْ
كَانَ شَغَلَنِىْ وَجَعُكَ فَدَعَا بِهَا
ثُمَّ وَضَعَهَا فِىْ كَفِّهٖ فَقَالَ مَا
ظَنُّ نَبِىِّ اللهِ لَوْ لَقِىَ اللهَ عَزَّ وَ
جَلَّ وَهٰذِهٖ عِنْدَهٗ
(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے زمانہ میں میرے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ یا سات دینار (اشرفیاں) تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا۔ کہ میں ان کو تقسیم کردوں، لیکن آپؐ کے درد یا بیماری نے مجھ کو مشغول رکھا۔ اور میں ان کو تقسیم نہ کرسکی۔ اس کے بعد پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا۔ کہ وہ چھ یا سات اشرفیاں کیا ہوئیں؟ میں نے عرض کیا۔ آپؐ کی بیماری کی مشغولیت کے سبب میں ان کو تقسیم نہ کرسکی۔ پھر آپؐ نے ان اشرفیوں کو طلب فرمایا۔ اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا۔

کیا اللہ کے نبیؐ کا یہ خیال ہے، کہ وہ اللہ عزّوجل سے ملاقات کرے، اس حال میں، کہ یہ اشرفیاں اس کے پاس ہوں!! (احمد)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں — کہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السَّخَآءُ شَجَرَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ فَمَنْ کَانَ سَخِیًّا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْھَا فَلَمْ یَتْرُکْہُ الْغُصْنُ حَتّٰی یُدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ وَالشُّحُّ شَجَرَۃٌ فِی النَّارِ فَمَنْ کَانَ شَحِیْحًا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْھَا فَلَمْ یَتْرُکْہُ الْغُصْنُ حَتّٰی یُدْخِلَہُ النَّارَ

(رَوَاھُمَا الْبَیْھَقِیُّ فِی شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سخاوت ایک درخت ہے جنت میں پس جو شخص سخی ہوگا۔ وہ اس درخت کی ٹہنی پکڑے گا۔ اور وہ ٹہنی اس وقت تک نہ چھوڑے گی۔ جب تک اس کو جنت میں داخل نہ کرے گی، اور بخل ایک درخت ہے دوزخ میں۔ پس جو شخص بخیل ہوگا۔ وہ اس درخت کی ایک ٹہنی پکڑے گا۔ اور وہ ٹہنی اس کو اس وقت تک نہ چھوڑے گی۔ جب تک اس کو دوزخ میں نہ داخل کرے گی

(بیہقیؒ در شعب الایمان)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُبْلِغُ بِہِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰہُ یَا ابْنَ اٰدَمَ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَیْکَ وَ وَقَالَ یَمِیْنُ اللّٰہِ مَلْاٰی وَقَالَ ابْنُ نُمَیْرٍ مَلْاٰنُ سَحَّآءُ لَا یُغِیْضُھَا شَیْءٌ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے بیٹے آدمؑ کے۔ خرچ کر۔ کہ میں بھی تیرے اوپر خرچ کروں۔ اور فرمایا۔ کہ اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ رات دن کے خرچ کرنے سے کچھ کم نہیں ہوتی۔

(مسلم شریف جلد ۳ صفحہ ۲۵ / کتاب العمل بالسنۃ المحروف بترتیب شریف صفحہ ۱۱۸۰)

فضائل روزہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَۃٍ
مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ
الشَّیٰطِیْنُ وَ مَرَدَۃُ الْجِنِّ وَ
غُلِّقَتْ اَبْوَابُ النِّیْرَانِ فَلَمْ
یُفْتَحْ مِنْھَا بَابٌ وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ
الْجَنَّۃِ وَ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْھَا
بَابٌ وَ یُنَادِیْ مُنَادٍ یَا بَاغِیَ
الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَ یَا بَاغِیَ الشَّرِّ
اَقْصِرْ وَ لِلّٰہِ عُتَقَآءُ مِنَ النَّارِ
وَ ذٰلِکَ کُلَّ لَیْلَۃٍ وَ فِی الْبَابِ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَ
ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَ سَلْمَانَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ رمضان المبارک کی پہلی رات آتے ہی شیطان اور شریر وسرکش جن زنجیروں سے جکڑ دئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے تمام دروازے بھی بند کر دئے جاتے ہیں۔ اس طرح کہ اس کا ایک دروازہ بھی کھلا نہیں رہتا۔ اور جنت کے تمام دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اس طرح کہ اس کا ایک دروازہ بھی بند نہیں رہتا۔ اور ایک پکارنے والا منادی کرتا ہے۔ کہ بھلائی کرنے والو! (اور نیکی وسعادت کے طلب گارو!) آگے بڑھو (یعنی نیکی اور تقوے کے کاموں میں منہمک ہو جاؤ) اور اے برائی کرنے والو! رک جاؤ (یعنی اللہ کی نافرمانی اور برے کاموں سے باز آجاؤ!) اور اللہ کے لئے کتنے دوزخ سے آزاد ہونے والے ہیں۔ اور ہر رات ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس باب میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت سلمانؓ سے بھی روایت ہے۔ (ترمذی شریف مترجم جلد اص ۳۴۹)

(کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۸۰۲)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَہٗ اِیْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ

هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ اور (رات کو) قیام کیا (نماز کیلئے کھڑا رہا) اللہ پر یقین اور طلب ثواب کی خاطر اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

(یہ حدیث صحیح ہے)

(ترمذی شریف مترجم اردو جلد اول صفحہ ۳۴۹)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ حَسَنَۃٌ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِ مِائَۃِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یَدَعُ شَهْوَتَہٗ وَطَعَامَہٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرِہٖ وَفَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَآءِ رَبِّہٖ وَلَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَآبَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُؤٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ انسان کے ہر نیک عمل کا زیادہ کیا جاتا ہے ثواب اس طرح۔ کہ ایک ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے۔ یہاں تک کہ سات سو گنے تک یہ ثواب پہنچ جاتا ہے۔ فرمایا اللہ تعالی نے کہ روزہ (کا ثواب اس سے بھی بالاتر ہے اس لئے۔ کہ روزہ) صرف میرے لئے ہے یعنی اس کو صرف میری خوشنودی کے لئے رکھتا ہے۔ اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ (روزہ دار) چھوڑتا ہے اپنی خواہشات کو اور اپنے کھانے کو صرف میری خوشی کے لئے اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت اور دوسری خوشی اپنے پروردگار سے ملاقات

صَائِمٌ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کے وقت اور روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبو دار ہوتی ہے اور روزہ ڈھال ہے (کہ اس کے سبب سے دنیا میں بندہ شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے) اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو۔ تو وہ نہ تو فحش باتیں کرے، اور نہ بیہودگی سے چلائے اور اگر اس کو کوئی بُرا کہے، یا اس سے کوئی لڑنے کا ارادہ کرے، تو وہ اس سے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (مجھ کو بُرا کہنا یا کسی سے لڑنا زیبا نہیں ہے) (بخاریؒ و مسلمؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم اردو جلد اول صفحہ ۴۶۳ شمار ۸۶۳)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ اَىْ رَبِّ اِنِّىْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِىْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِىْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ
رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ رمضان اور قرآن بندہ کی سفارش کریں گے۔ چنانچہ روزہ یہ کہے گا۔ کہ اے پروردگار! میں نے اس کو کھانے اور خواہشات سے دن میں روکے رکھا۔ پس اس کے لئے میری سفارش کو قبول فرما۔ اور قرآن یہ کہے گا کہ میں نے اس کو رات کی نیند سے باز رکھا یعنی سونے نہیں دیا۔ پس اس کے حق میں میری سفارش قبول کر۔ پس ان کی سفارش قبول کی جائے گی (بیہقیؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۴۶۵ شمار ۱۸۶۶)

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيْضَةً وَّ قِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا مَّنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُّزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِى اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ شعبان کے آخری دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور فرمایا۔ اے لوگو! ایک بڑے مہینے نے تم پر سایہ ڈالا ہے۔ جو بڑا بابرکت مہینہ ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے، کہ اس میں ایک رات ہے، جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزے فرض قرار دیئے ہیں۔ اور اس کی رات کی عبادت نفل قرار دی ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی سے اللہ کی قربت تلاش کرے، یعنی اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نفل عبادت کرے۔ اس کا ثواب اتنا ہی ہوتا ہے جتنا فرض کا رمضان کے مہینہ کے سوا دوسرے مہینوں میں، اور جو شخص ادا کرے اس مہینہ میں فرض کو۔ اس کا ثواب ملتا ہے، جتنا رمضان کے سوا دوسرے مہینوں میں ستر فرض ادا کرنے کا ثواب، اور یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ مہینہ غمخواری کا ہے۔ یہ مہینہ ایک ایسا مہینہ ہے۔ جس میں زیادہ کیا جاتا ہے رزق مومن کا۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے۔ وہ اس کے لئے گناہوں کی بخشش کا سبب ہوتا ہے۔ اور دوزخ کی آگ

أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّ أَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّ اٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللهُ لَهٗ وَ أَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ
رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ

سے نجات کا ذریعہ، اور روزہ دار کے ثواب کے برابر اس کو ثواب ملتا ہے۔ اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ ہم نے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے پاس اتنا سامان نہیں ہے۔ کہ اس سے ہم روزہ داروں کے روزے افطار کرائیں۔ آپ نے فرمایا۔ عطا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو (بھی) جو لسی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے کسی کا روزہ افطار کرائے۔ اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے، سیراب کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے ایسا۔ کہ پھر کبھی اس کو پیاس نہ لگے گی، یہاں تک کہ وہ جنت میں جائے۔ اور یہ مہینہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ اس کے ابتدا میں رحمت ہے۔ درمیان میں مغفرت، اور آخر میں دوزخ سے نجات، اور جس شخص نے اس مہینہ میں اپنے غلام (روزہ دار) سے کم کام لیا۔ اور اس کے کام میں تخفیف کر دی۔ بخشتا ہے اللہ اس کو اور دوزخ سے نجات دیتا ہے۔ (بیہقیؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۴۶۵ شمار ۱۸۶۸)

(۲)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْجَنَّةَ تُزَخْرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ بہشت آراستہ کی جاتی ہے اپنے

الْحَوْلِ اِلٰی حَوْلٍ قَابِلٍ قَالَ فَاِذَا كَانَ اَوَّلُ يَوْمٍ مِّنْ رَمَضَانَ هَبَّتْ رِيْحٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ عَلَى الْحُوْرِ الْعَيْنِ فَيَقُلْنَ يَا رَبِّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ عِبَادِكَ اَزْوَاجًا تَقَرُّ بِهِمْ اَعْيُنُنَا وَ تَقَرُّ اَعْيُنُهُمْ بِنَا

رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الثَّلٰثَةَ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

آپ کو شروع سال سے آخر سال تک رمضان کے لئے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے۔ تو عرش الٰہی کے نیچے جنت کے درختوں کے پتّوں سے ہوا چلتی ہے حور عین پر۔ پس کہتی ہیں حوریں، اے پروردگار! اپنے بندوں کو ہمارا شوہر بنا دے۔ کہ ان کی صحبت کی لذّت سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اور ان کی آنکھیں ہماری محبّت کی لذت سے ٹھنڈی ہوں! (بیہقیؒ)

(مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول صفحہ ۴۶۶ شمار ۱۸۷۰)

جب روزہ افطار کرو، تو کہو

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَعَانَنِىْ فَصُمْتُ وَرَزَقَنِىْ فَاَفْطَرْتُ

(یا)

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

(کتاب العمل بالسنّۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۸۰۰)

فضائل جہاد

عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ طَآئِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ عَلٰى مَنْ نَاوَاهُمْ حَتّٰى يُقَاتِلَ اٰخِرُهُمُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا حق پر لڑتا رہے گا اپنے دشمن سے، یہاں تک کہ آخری امت میری دجال سے لڑے گی۔ (ابوداؤدؒ)

(کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۱۰۵۹)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سُمْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَبْرَحَ هٰذَا الدِّيْنُ قَآئِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا۔ اور مسلمانوں کی ایک جماعت (کہیں نہ کہیں) ہمیشہ جہاد کرتی رہے گی۔ یہاں تک قیامت قائم ہو۔ (مسلمؒ)

(کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۱۰۵۹)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَحْكِيْهِ عَنْ رَّبِّهٖ قَالَ اَيُّمَا عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِيْ خَرَجَ مُجَاهِدًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ضَمِنْتُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس حدیث قدسی میں فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو کوئی میرے بندوں میں سے جاوے جہاد کرنے کو میری خوشنودی کے لئے۔ میں ضامن ہو جاتا ہوں

لَهٗ اَنْ اُرْجِعَهٗ بِمَا اَصَابَ مِنْ اَجْرٍ اَوْغَنِيْمَةٍ وَاِنْ قَبَضْتُهٗ غَفَرْتُ لَهٗ وَرَحِمْتُهٗ (رَوَاهُ نِسَائِیُّ)

اس کے واسطے اس بات کا، کہ لوٹا دوں اس کو ثواب یا مالِ غنیمت دے کر، اور اگر قبض کروں اس کی جان، تو بخشوں گا اس کو اور رحمت کروں گا اس پر (نسائی شریف)

(کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۱۰۶۱)

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلٌ خَرَجَ غَازِيًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرُدَّهٗ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ وَغَنِيْمَةٍ وَرَجُلٌ رَاحَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرُدَّهٗ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ وَغَنِيْمَةٍ وَرَجُلٌ دَخَلَ بَيْتَهٗ بِسَلَامٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ تین آدمی ہیں۔ جن کا اللہ ضامن ہے ایک وہ جو اللہ کی راہ میں جہاد کو نکلے۔ اللہ اس کا ضامن ہے۔ یا اس کو مار کر جنت میں داخل کرے گا۔ یا زندہ گھر کو پھیر دے گا۔ ثواب اور مال غنیمت دلوا کر۔ دوسرے وہ شخص، جو مسجد کو چلے اللہ اس کا ضامن ہے اگر مر جائے گا۔ تو جنت میں جاوے گا۔ نہیں تو اجر اور ثواب کما کر پھر آوے گا ــ تیسرے وہ شخص، جو اپنے گھر میں السلام علیکم کرکے جاوے۔ اس کا اللہ ضامن ہے۔ (ابوداؤد)

(کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۱۰۶۲)

تحفۂ دارالاحسان

تحیۃ الوضو

نفل دو۲ رکعتیں

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ بِمَا سَبَقْتَنِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَطُّ اِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَکَ اَمَامِیْ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَذَّنْتُ قَطُّ اِلَّا صَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ وَمَا اَصَابَنِیْ حَدَثٌ قَطُّ اِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَہٗ وَ رَاَیْتُ اَنَّ لِلّٰہِ عَلَیَّ رَکْعَتَیْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِہِمَا (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو صبح کی نماز کے بعد طلب فرمایا۔ اور کہا، کہ تم کو کس چیز نے جنّت کے اندر میرے آگے پہنچایا۔ کیونکہ میں جب کبھی جنّت میں داخل ہوا۔ تمہاری جوتیوں کی آواز اپنے آگے سے سُنی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! میں نے اذان دینے کے بعد ہمیشہ دو رکعت نماز پڑھی ہے۔ اور جب کبھی میرا وضو ٹوٹا ہے۔ میں نے وضو کیا ہے۔ تو اس امر کو اپنے اوپر لازم سمجھا ہے۔ کہ اللہ تبارک وتعالےٰ کے واسطے مجھ پر دو۲ رکعت نماز ضروری ہیں۔ یعنی ہر وضو کے بعد نماز ہے۔ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ انہیں دو۲ چیزوں کی وجہ سے تم جنت میں میرے آگے آگے تھے۔ (ترمذیؒ)

(کتاب العمل بالسُّنّۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۱۰۳)

رکوع اور سجدے میں یہ دعا پڑھیں

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوحِ ۔ ۱ بار

تو نہایت پاک وصاف ہے۔ فرشتوں اور روح الامین کا پروردگار ہے!"

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِيْ سُجُودِهٖ وَرُكُوعِهٖ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوحِ (سُنَنْ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سجدے اور رکوع میں سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ... الخ کہتے تھے۔

(ابوداؤد شریف جلد اول ص۲۲۳ شمار ۵۰۷/کتاب العمل بالسنّۃ المعروف بہ ترتیب شریف ص۱۲۳)

○

ہر فرض نماز کے بعد اور رات کو سوتے وقت یہ پڑھیں

سُبْحَانَ اللّٰهِ	۱۰ بار	۳۳ بار
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ	۱۰ بار	۳۳ بار
اَللّٰهُ اَكْبَرُ	۱۰ بار	۳۴ بار

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَّتَانِ لَا يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ اِلَّا وَهُمَا يَسِيرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ يُسَبِّحُ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا وَيَحْمَدُهٗ عَشْرًا وَيُكَبِّرُهٗ عَشْرًا قَالَ فَاَنَا رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُهَا بِيَدِهٖ قَالَ فَتِلْكَ خَمْسُونَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَاَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فِي الْمِيزَانِ وَاِذَا اَخَذْتَ

مَضْجَعَكَ تُسَبِّحُهُ وَتُكَبِّرُهُ وَتَحْمَدُهُ مِائَةً فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَاَلْفٌ فِي الْمِيْزَانِ فَاَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ اَلْفَيْ وَخَمْسَ مِائَةِ سَيِّئَةٍ قَالُوْا فَكَيْفَ لَا نُحْصِيْهَا قَالَ يَاْتِيْ اَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِيْ صَلَاتِهٖ فَيَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا حَتّٰى يَنْفَتِلَ فَلَعَلَّهٗ اَنْ لَّا يَفْعَلَ وَيَاْتِيْهِ وَهُوَ مُضْجِعَهٗ فَلَا يَزَالُ يُنَوِّمُهٗ حَتّٰى يَنَامَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ـ وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَاَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ ـ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ دو خصلتیں ایسی ہیں۔ کہ جو شخص مسلم ان کو حاصل کرے گا، وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ اور جان لو۔ کہ وہ دونوں نہایت آسان ہیں۔ لیکن ان (اعمال) پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں۔ (پہلی خصلت یہ ہے) کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ اللہ تبارک وتعالے عزوجل ذوالجلال والاکرام کی تسبیح بیان کرے۔ (یعنی سبحان اللہ کہے) دس مرتبہ اس کی حمد کرے۔ (یعنی الحمد للہ کہے) اور دس مرتبہ اس کی تکبیر کہے (یعنی اللہ اکبر کہے) راوی کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بعد اپنے ہاتھ سے یہ کلمات انگلیوں پر گنتے دیکھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ زبان پر تو ڈیڑھ سو ہیں۔ لیکن میزان پر ڈیڑھ ہزار ہیں۔ (دوسری خصلت یہ ہے) جب تم سونے لگو۔ تو اللہ تبارک وتعالے عزوجل ذوالجلال والاکرام کی تسبیح تکبیر اور تحمید سو بار کہو۔ یہ زبان پر سو بار ہے مگر میزان میں ایک ہزار۔ تم میں سے کون ہے۔ جو ایک دن رات میں ڈھائی ہزار برائیاں کرتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا (جب یہ آسان ہیں۔ تو) لوگ اس کو کیسے نہیں کر سکتے۔ (ضرور کر سکتے ہیں) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے، اور وہ نماز میں ہوتا ہے۔ شیطان اس سے کہتا ہے۔ کہ یہ یاد کر، اور یہ یاد کر۔ یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ

ہوتا ہے۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ایسا نہ کرے (یعنی شیطان وسوسہ میں ڈال کر اسے تسبیح نہ پڑھنے دے) شیطان اس کے پاس آتا ہے، اور وہ بستر پہ ہوتا ہے۔ اسے برابر (تھپکی دے دے کر) سلاتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ سو جاتا ہے۔ اور تسبیح وغیرہ پڑھنی بھول جاتا ہے۔ (لہٰذا اس سے احتیاط رکھنی چاہیئے۔) (یہ حدیث حسن صحیح ہے) اس باب میں حضرت زید بن ثابت رضؓ حضرت انس رضؓ اور حضرت ابن عباس رضؓ سے بھی روایت ہے

(ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۵/۲۹۴ شمار ۱۲۶۳/ ترتیب شریف صفحہ ۱۶۲)

ہر نماز کے بعد یہ پڑھیں

سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار
اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۳ بار

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ١ بار

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللّٰہَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَحَمِدَ اللّٰہَ ثَلٰثًا وَّ ثَلٰثِیْنَ وَکَبَّرَ اللّٰہَ ثَلٰثًا وَّ ثَلٰثِیْنَ فَتِلْکَ تِسْعَۃٌ وَّ تِسْعُوْنَ وَ قَالَ تَمَامُ الْمِائَۃِ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" غُفِرَتْ خَطَایَاہُ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے، کہ جو شخص ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمدللہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ یعنی کل ننانوے مرتبہ، اور سو کی تعداد کو پورا کرنے کے لئے یہ کہے ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہُ الملکُ وَلہ الحمد وھو علی کلّ شیٍ قدیر — تو اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔ اگرچہ دریا کی جھاگ کے برابر ہوں — یعنی بہت زیادہ (مسلم)

(کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۱۶۲)

○

سُبْحَانَ اللہ	۱۰۰ بار
اَللّٰہُ اَکْبَرُ	۱۰۰ بار
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	۱۰۰ بار
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ	۱۰۰ بار

عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوۃٍ مَّکْتُوْبَۃٍ مِائَۃً وَّکَبَّرَ مِائَۃً وَ ھَلَّلَ مِائَۃً وَّحَمِدَ مِائَۃً غُفِرَ لَہٗ ذُنُوْبُہٗ وَ اِنْ کَانَتْ اَکْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو شخص ہر فرض نماز کے بعد سو مرتبہ سبحان اللہ، سو مرتبہ اللہ اکبر، سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ، سو مرتبہ الحمد للہ کہے، (تو) اس کے گناہ اگرچہ سمندر کے جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔ بخش دئے جائیں گے۔

(نسائی ج۱ / کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۱۶۲)

○

مونس زبیری

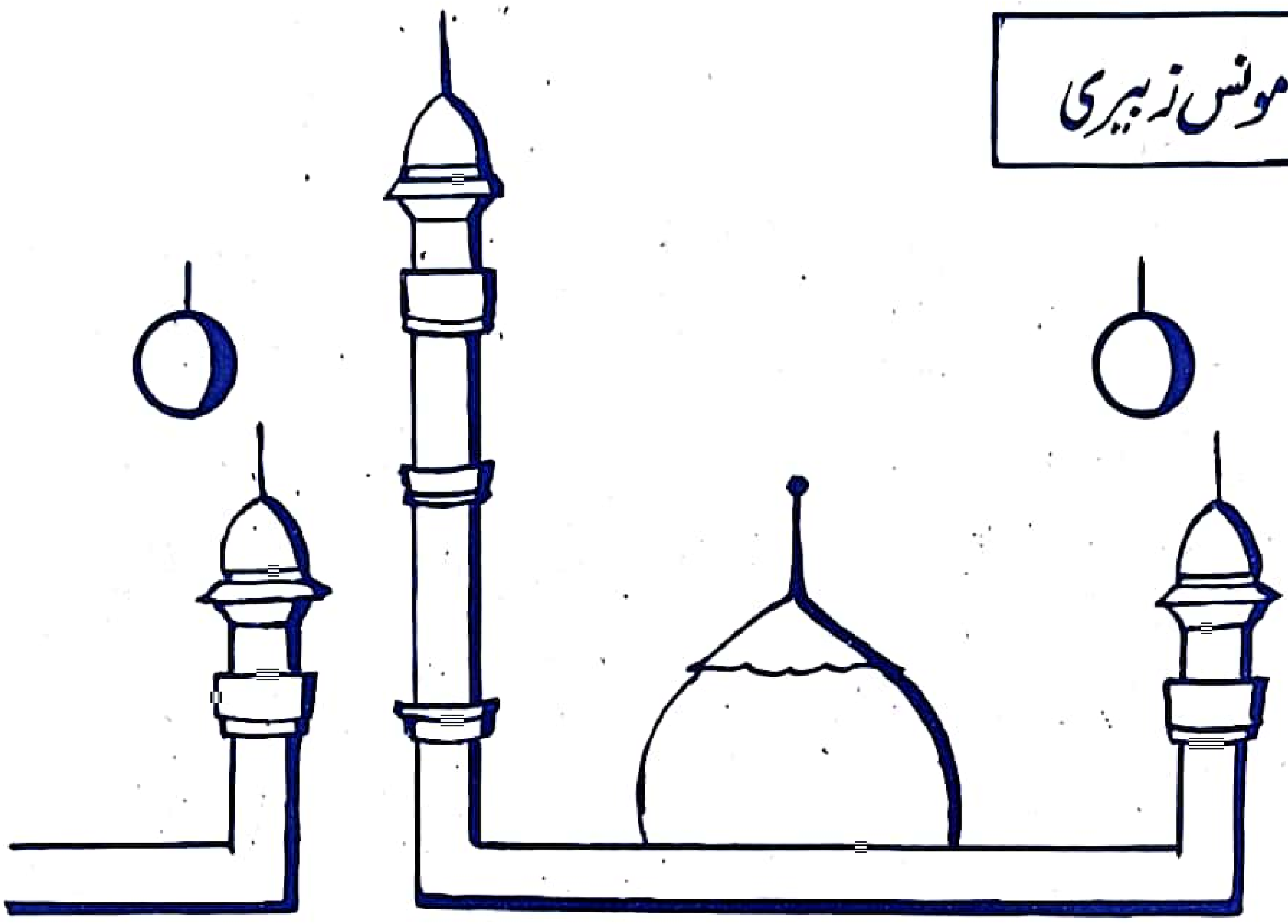

اِسلام کے پانچ ارکان میں سے **نماز** دوسرے نمبر پر ہے۔ اور اقرارِ توحید و رسالت کے بعد اس کا پہلا نمبر ہے۔ دنیا میں عبادت کے جتنے طریقے رائج ہیں۔ اُن میں سے سب سے زیادہ عاجزی اور انکساری کا اظہار نماز سے ہی ہوتا ہے۔ مگر تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی کافی تعداد نماز نہیں پڑھتی۔ اور جو لوگ نماز پڑھتے بھی ہیں، ان میں سے بہت سے افراد ضروری مسائل سے واقف نہیں ہوتے۔ ہمارے علمائے کرام مساجد میں عموماً دقیق مضامین تو بیان کرتے ہیں۔ مگر ضروری مسائل پر گفتگو نہیں کرتے۔ کوئی بھی دنیاوی ادارہ ہو۔ اگر اس کے قواعد کی پابندی نہ کی جائے، تو آدمی اس کی رکنیت سے محروم ہو جائے۔ مگر کیا اسلام اسی لئے رہ گیا ہے۔ کہ ہم اس کے پیرو ہونے کا دعویٰ تو کریں۔ مگر اس کے لوازمات کی پابندی نہ کریں۔ جو لوگ نماز پڑھتے بھی ہیں۔ ان میں سے بیشتر اسے ٹھیک طرح سے ادا نہیں کرتے۔ حدیث شریف میں ہے — کہ جب کوئی شخص نماز صحیح طریقے سے ادا کرتا ہے، تو فرشتے اس کی نماز عرش پر لے جاتے ہیں۔ ان کو حکم ہوتا ہے۔ کہ سجدہ کرو، اور نماز پڑھنے والے کی بخشش کی دعا کرو۔ جب کوئی شخص نماز میں چوری کرتا ہے۔ یعنی کسی رکن کی ادائیگی ٹھیک طرح نہیں کرتا۔ اور فرشتے اس کی نماز عرش پر لے جاتے ہیں۔ تو ان کو حکم دیا جاتا ہے۔ کہ اس نماز کو نمازی کے منہ پر دے مارو۔"

ہم کو یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہماری نماز اور روزوں کا محتاج نہیں ہے۔ نماز ہم اپنے لئے پڑھتے ہیں ۔ نماز ہم اللہ کا حکم سمجھ کر پڑھتے ہیں ۔ نماز ہم اس لئے پڑھتے ہیں۔ کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے ۔ اور نماز ہم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے پڑھتے ہیں ۔

نماز کے لئے سات شرائط ہیں :۔

(۱) بدن کا پاک ہونا (۲) لباس کا پاک ہونا (۳) نماز کی جگہ کا پاک ہونا (۴) ستر چھپانا (۵) وقت پر نماز ادا کرنا (۶) قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ اور (۷) نماز کی نیت کرنا ۔

میں نے ایک صاحب کو دیکھا ۔ کہ وہ مسجد سے نماز پڑھ کر نکلے، تو سڑک کے کنارے پر بغیر پانی یا ڈھیلا لئے پیشاب کرنے بیٹھ گئے ۔ ظاہر ہے ، ایسی حالت میں ان کے کپڑے اس قابل نہیں رہے۔ کہ وہ ان میں دوسرے وقت کی نماز ادا کرتے ۔ بول و براز کے بعد استنجے کے لئے مٹی کا ڈھیلا استعمال کرنا نہ صرف سنّت ہے بلکہ صفائی کا بھی ضامن ہے۔ بشرطیکہ اس کے بعد پانی بھی استعمال کیا جائے ۔ خواہ فوراً خواہ اگلے وضو سے پہلے ۔ رفع حاجت کے بعد تو فوراً ہی پانی استعمال کر لینا چاہیئے۔ پانی کا استعمال بھی نہ صرف سنت ہے ۔ بلکہ شرعاً ضروری ہے۔ اس کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ بول و براز کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ ہو۔ بلکہ پیٹھ بھی نہ ہو۔

مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کا ثواب گھر میں تنہا نماز ادا کرنے سے ستائیس گنا زیادہ ہے ۔ مگر حدیث شریف میں ہے ۔ "کہ گھروں کو قبریں مت بناؤ"۔ یعنی ایسا نہ ہو۔ کہ وہاں نماز بالکل ہی نہ پڑھی جائے ۔ اسی لئے کچھ نوافل گھر پر پڑھنے چاہئیں ۔ مسجد میں کچّی پیاز کھا کر نہیں جانا چاہیئے ۔ کیونکہ حدیث پاک میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے داہنا پاؤں رکھنا چاہیئے ۔ اور باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں نکالنا چاہیئے ۔ بعض لوگ اپنی کبر سنی کے باوجود یہ معمولی سا مسئلہ بھی نہیں جانتے۔ اور مسجد سے باہر نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکال لیتے ہیں، یہ مسجد کی شان میں گستاخی ہے۔ اس لئے۔ کہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھنا چاہیئے ۔ اور باہر نکلتے وقت پہلے داہنا پاؤں نکالنا چاہیئے ۔

ابن ماجہ اور سنن نسائی کے مطابق مسجد میں داخل ہونے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنا چاہیے۔ اور کہنا چاہیے

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

اور مسجد سے نکلتے وقت بھی حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیج کر کہنا چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

عام طور پر لوگ نماز کی نیت باندھتے وقت ہتھیلیوں کا رُخ کانوں کی طرف رکھتے ہیں۔ یہ طریقہ درست نہیں ہے۔ ہتھیلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف ہونا چاہیے۔ اکثر امام بھی یہ غلطی کرتے ہیں۔ نیت باندھنے کے بعد قیام میں نظر مقام سجدہ پر رکھنی چاہیے اوپر یا اِدھر اُدھر نہیں دیکھنا چاہیے۔ سورہ فاتحہ کے بعد جو سورۃ بھی تلاوت کیجائے اس میں ترتیب قرآنی ملحوظ خاطر رکھنی چاہیے۔ یعنی جو سورۃ قرآن کریم میں پہلے آئی ہے۔ وہ پہلے پڑھی جائے۔ اور جو بعد میں آئی ہے۔ وہ بعد میں پڑھی جائے۔ دوسری رکعت میں جو سورۃ پڑھی جائے۔ وہ پہلی سورت کی رکعت سے بڑی نہیں ہونی چاہیے رکوع میں پیٹھ بالکل سیدھی ہونی چاہیے۔ حتٰی کہ پانی کا کٹورا پیٹھ پر رکھا جا سکے۔ رکوع سے بالکل سیدھا کھڑا ہونا چاہیے۔ اور اتنی دیر کھڑا رہنا چاہیے۔ جتنی دیر رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہا ہے۔ بعض لوگ رکوع سے تھوڑا سا سر اٹھا کر سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔

سجدے کی حالت میں ناک زمین سے لگنی چاہیے۔ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کی لَو کی سیدھ میں رہنے چاہئیں۔ کہنیاں نہ رانوں سے لگنی چاہئیں۔ نہ زمین پر بچھانی چاہئیں۔ بلکہ اس طرح رکھنی چاہئیں۔ کہ بکری کا بچہ گذر سکے۔ بعض لوگ سجدے سے ذرا سا سر اٹھا کر دوسرے سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے سجدے سے سر اٹھا کر بالکل سیدھا اتنی دیر تک بیٹھنا۔ جتنی دیر پہلے سجدے میں رہا۔ مسنون ہے۔ جتنی دفعہ پہلے سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہا ہے۔ اتنی ہی دفعہ دوسرے سجدے میں کہنا چاہیے۔

نماز کا کوئی رکن امام سے پہلے نہیں ادا کرنا چاہیے۔ اس طرح نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔ مسجد میں اپنی جگہ مقرر نہیں کرنا چاہیے۔ اور نہ صفیں پھلانگ کر اگلی صف میں جاتے

کی کوشش کرنا چاہیئے۔ نمازی کے سامنے سے نہیں گذرنا چاہیئے، کیونکہ سخت گناہ ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ جو شخص نماز پڑھنے ہوئے شخص کے سامنے سے گذرتا ہے۔ اگر اسے یہ معلوم ہوجائے۔ کہ وہ کس وبال کا مستحق ہوجاتا ہے۔ تو وہ چالیس سال اور ایک روایت کے مطابق سو سال کھڑا رہنا پسند کرے۔ مگر نمازی کے سامنے سے نہ گذرے۔ نمازی اور قبلہ کے درمیان اللہ تعالےٰ موجود ہوتا ہے۔ اس لئے نمازی کے سامنے سے گذرنا سخت بے ادبی ہے۔

بعض لوگ تشہد میں انگلی نہیں اٹھاتے ــ حالانکہ یہ نماز کے اندر کی سُنّت ہے ــ اسے ترک نہیں کرنا چاہیئے ــ **جمعہ** کے دن تحیۃ المسجد پڑھنے کا بہت ثواب ہے ــ اگر کوئی شخص مسجد میں آتے ہی بلا توقف جمعہ کی سُنتیں پڑھ لے، تو اسے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جاتا ہے۔

بعض لوگوں کو اس سے بڑی مایوسی ہوتی ہے۔ کہ نماز کے دوران ان کے دل میں طرح طرح کے دنیاوی خیالات آتے ہیں۔ اس سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ اپنی طرف سے نماز کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور دل میں یہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دربار میں کھڑے ہیں، اور اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔

مسلمؒ اور ابوداؤدؒ کی حدیث ہے۔ کہ کچھ لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ ہم اپنے دلوں میں ایسے برے خیالات پاتے ہیں۔ کہ ان کا زبان پر لانا بڑی معیوب بات ہے! آپؐ نے فرمایا ــ کیا یہ تحقیق ہے۔ کہ تمھارے دلوں میں ایسا آتا ہے؟ عرض کیا "جی ہاں"! ــ فرمایا ــ یہ عین ایمان ہے۔

نماز پڑھنے کے بعد جب دعا کی جائے، تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی جائے ــ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے۔ پھر دعا کی جائے۔ اور آخر میں پھر درود پڑھا جائے ــ!

اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو خشوع و خضوع سے پابندیٔ وقت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے ــ آمین!

انسانی ضروریات زندگی ۔ اور

خواہشات

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الشِّخِّیْرِ اَنَّہٗ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقْرَأُ "اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ" قَالَ یَقُوْلُ اِبْنُ اٰدَمَ مَالِیْ مَالِیْ وَھَلْ لَکَ یَا اِبْنَ اٰدَمَ مِنْ مَّالِکَ اِلَّا مَا اَکَلْتَ فَاَفْنَیْتَ وَمَا لَبِسْتَ فَاَبْلَیْتَ وَتَصَدَّقْتَ فَاَمْضَیْتَ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

"حضرت عبد اللہ بن الشّخّیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپؐ سورۃ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ تلاوت فرما رہے تھے۔ تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ : ابنِ آدم (انسان) کہتا ہے، میرا مال، میرا مال۔ حالانکہ (حقیقت میں) اے ابن آدم! مال میں تیرا صرف اتنا حصّہ ہے، جسے تو کھا کر فنا کردے۔ یا پہن کر بوسیدہ کردے۔ یا صدقہ کر کے آخرت کا ذخیرہ بنالے۔"

(ریاض الصالحین صفحہ ۲۷۱)

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ لِابْنِ اٰدَمَ حَقٌّ فِیْ سِوٰی ھٰذِہِ الْخِصَالِ بَیْتٌ یَسْکُنُہٗ وَثَوْبٌ یُوَارِیْ عَوْرَتَہٗ وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَآءِ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

"حضرت عثمان بن عفانؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ ان چیزوں کے علاوہ اور کسی چیز میں انسان کا کوئی حق نہیں، رہنے کے لئے ایک گھر۔ جن اعضائے بدن کو چھپانا ضروری ہے، ان کو ڈھانکنے کے لئے کپڑا۔ بغیر سالن کے روٹی، اور پانی (ترمذی شریف)

انسان اپنی ہر ضرورت کا مکلف ہے، اپنی ضرورت کے لئے کسی غیر کا محتاج نہیں — زندگی جب تک ضروریات تک محدود رہی — غیور و خوددار رہی۔ ہر محسن کے احسان سے بے نیاز — اور اپنی اصل جدّ و جہد سے دوچار رہی۔

ضروریات محدود، اور خواہشات لامحدود ہیں — ضروریات سب کی پوری ہوتی ہیں۔ کسی کی کبھی نہیں رُکتیں — خواہشات غیر ضروری ہیں۔ سب پوری نہیں ہوتیں — ضروریات کے لئے انسان کسی کا محتاج نہیں، خواہشات کیلئے محتاج ہے!

وما علینا الا البلاغ

هُوَ الْاَوَّلُ هُوَ الْاٰخِرُ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلیٰ
اُسی نے نور سے اپنے نبیؐ کے نور کو ڈالا!
نبیؐ ہادی، نبیؐ مُرسل، نبیؐ آقا، نبیؐ مولا
مگر جس کے علیؓ مولا اسی کے ہیں نبیؐ مولا
ہر اک مستِ خدا شوق لقائے حق میں یہی بولا
علیؓ مولا! علیؓ مولا! علیؓ مولا! علیؓ مولا!

(نواب افتخار احمد خان عدنی۔ سی۔ ایس۔ پی)

اللہ کے بندے

جاگ

تیرا اصلی گھر قبر ہے۔ جو تجھکو

ہر روز تین بار پکارتی ہے

اے فرزند آدم!

میں وحشت کا مکان ہوں
میں تنہائی کا مقام ہوں
میں اندھیری کوٹھڑی ہوں
میں خاک اور دھول سے پُر ہوں
میرے اندر سانپ ہیں — بچھو ہیں!

تو میری پیٹھ پر چلتا پھرتا ہے — میرے اندر آکر تو ہل بھی نہیں سکے گا!
تو میری پیٹھ پر حرام کھاتا ہے — میرے اندر تجھے کیڑے کھائیں گے!
تو میری پیٹھ پر دن رات گناہ کرتا ہے — میرے اندر آکر عذاب پائے گا!
تو میری پیٹھ پر ہنستا کھیلتا ہے — میرے اندر روئے گا، چلائے گا!
تو میری پیٹھ پر خوشیاں مناتا ہے — میرے اندر سخت غمگین ہو گا!
تو میری پیٹھ پر تکبر اور غرور کرتا ہے — میرے اندر ذلیل و خوار ہو گا!
تو میری پیٹھ پر دوستوں آشناؤں کے ساتھ چلتا ہے —
میرے اندر اکیلا اور تن تنہا ہو گا!

تو میری پیٹھ پر ہر بُرے عمل کرتا ہے ۔ میرے اندر تجھسے بُرے اعمال کی نسبت سوال ہوگا !
تو میری پیٹھ پر فضول بکواس کرتا ہے ۔ میرے اندر چپ چاپ اور گونگا ہو جائے گا !
تو میری پیٹھ پر اپنی حالت میں مست ہے ۔ میرے اندر آکر پشیمان ہوگا !

اَب تو جاگ

میری پیٹھ پر مہلت کو غنیمت جان ۔ قرآن حکیم کو اپنا مونس بنا
نمازِ پنجگانہ اور تہجد کو میرا چراغ تیار کر کے ساتھ لا ۔
خوفِ الٰہی سے روتا رہ ۔ اور
کثرت سے ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کرتا رہ
کہ ۔ منکر نکیر کے سوالوں کے جواب تجھ پہ آسان ہو جائیں !

دُعا کر

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنَ الۡبُخۡلِ وَ اَعُوۡذُ بِکَ مِنَ الۡجُبۡنِ وَ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ اَنۡ اُرَدَّ اِلٰی اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ وَ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ فِتۡنَۃِ الدُّنۡیَا (اَیۡ فِتۡنَۃِ الرِّجَالِ) وَ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ عَذَابِ الۡقَبۡرِ

" اے اللہ ! میں پناہ لیتا ہوں تیری بخل سے ، اور پناہ لیتا ہوں تیری بزدلی سے اور پناہ لیتا ہوں تیری اس سے ، کہ لوٹا یا جاؤں میں ناکارہ عمر کی طرف ، اور پناہ لیتا ہوں تیری دنیا کے فتنے سے (یعنی لوگوں کے فتنے سے) اور پناہ لیتا ہوں میں تیری قبر کے عذاب سے ۔

(کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۶۰۵)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنَ الۡبُخۡلِ وَ اَعُوۡذُ بِکَ مِنَ

الْجُبْنِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ ط

" اے اللہ! میں پناہ لیتا ہوں تیری بخل سے، اور پناہ لیتا ہوں تیری بزدلی سے اور پناہ لیتا ہوں میں تیری اس سے کہ لوٹا یا جاؤں میں ناکارہ عمر کی طرف اور پناہ لیتا ہوں میں تیری دنیا کے فتنے سے، اور قبر کے عذاب سے

(کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف ص۶۰۵)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْكَسَلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ط

"اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں غم اور کاہلی اور عذابِ قبر سے"

(کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف ص۶۰۶

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ ط

" اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے فتنے اور دجال کے فتنے اور زندگی اور موت کے فتنے اور جہنم کی گرمی سے

(کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۶۰۶

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ط

" اے اللہ! میں پناہ لیتا ہوں تیری درماندگی سے اور سستی سے اور بزدلی سے اور بڑھاپے سے، اور پناہ لیتا ہوں میں تیری قبر کے عذاب سے اور پناہ لیتا ہوں میں تیری زندگی اور موت کے فتنے سے"

(کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صفحہ ۶۰۶)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَاَعُوۡذُبِكَ مِنۡ عَذَابِ الۡقَبۡرِ وَ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ فِتۡنَةِ الۡمَسِيۡحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ فِتۡنَةِ الۡمَحۡيَا وَ الۡمَمَاتِ ط

"اے اللہ! میں پناہ لیتا ہوں تیری جہنم کے عذاب سے، اور پناہ لیتا ہوں میں تیری قبر کے عذاب سے، اور پناہ لیتا ہوں میں تیری مسیح دجال کے فتنے سے اور پناہ لیتا ہوں میں تیری زندگی اور موت کے فتنے سے!"

(کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صہ ۶۰۷)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِكَ مِنَ الۡعَجۡزِ وَ الۡكَسَلِ وَ الۡجُبۡنِ وَ الۡبُخۡلِ وَ الۡھَرَمِ وَ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ عَذَابِ الۡقَبۡرِ وَ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ فِتۡنَةِ الۡمَحۡيَا وَ الۡمَمَاتِ ط

"اے اللہ! میں پناہ لیتا ہوں تیری درماندگی سے اور سستی سے، اور بزدلی سے اور بخل سے اور بڑھاپے سے اور پناہ لیتا ہوں میں تیری قبر کے عذاب سے اور پناہ لیتا ہوں میں تیری زندگی اور موت کے فتنے سے"!

(کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف صہ ۶۰۷)

حَاسِبُوۡا يُحَاسِبُكُمُ اللّٰهُ كِرَامًا كَاتِبِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ ط

"اپنا حساب کرو اللہ کے حساب سے پہلے۔ کراماً کاتبین جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو!"

ف: ہر روز رات کو حساب کر۔ کہ آج مجھ سے یہ خطائیں ہوئیں۔ اور یہ ثواب۔ ثواب کی توفیق کا شکر ادا کر اور خطا کے لئے عفو طلب کر۔

وَاللّٰهُ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ وَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ط

"اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔ اور سخت عذاب والا ہے!"

طبِ نبوی ﷺ

برائے دفع امراض بدن

جامع کبیر میں لکھا ہے۔ کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ چار چیزوں کو بُرا نہ جانا کرو واسطے چار چیزوں کے، ایک تو آنکھ کا دکھنا برا نہ جانا کرو۔ اس واسطے کہ آنکھ کا دکھنا باز رکھتا ہے اندھا ہونے سے

اور دوسرے زکام کا ہونا برا نہ جانا کرو۔ کہ وہ جذام کے روگ کو کاٹ ڈالتا ہے۔ تیسرے کھانسی کا ہونا برا نہ جانا کرو۔ کہ وہ فالج کے روگ کو کاٹا کرتی ہے۔

چوتھے پھوڑے پھنسی کو برا نہ جانا کرو۔ کیونکہ وہ کاٹا کرتا ہے برص کو۔

ف : اگر کبھی آپ کو یہ چار بیماریاں ہوا کریں۔ تو ان کو برا نہ جانا کرو۔ اس واسطے کہ ان کے ہونے سے جو مہلک بیماریاں ہیں، وہ دفع ہوا کرتی ہیں۔

لہسن میں بہت سی بیماریوں سے شفا ہے

جمیع الجوامع میں حضرت جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے ایک حدیث لکھی ہے، حضرت دیلمیؒ نے روایت کیا ہے حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ سے، کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ لہسن کھایا کرو اے لوگو۔ اور دوا کیا کرو اس کے ساتھ۔ سو اس واسطے کہ اس میں شفا ہے بہت سی بیماریوں سے۔

ف : اس حدیث کی صحت میں اگرچہ گفتگو ہے علماء کو۔ مگر اطباء کے نزدیک لہسن میں فائدہ بہت سے ہیں۔

ورم کو تحلیل کرتا ہے۔ حیض کو کھول دیتا ہے۔ بول کو ادرار کرتا ہے عرق بدن میں جاری کرتا ہے۔ سُدّوں کو کھول دیتا ہے۔ بو معدہ کو دفع

کرتا ہے۔ معدہ کو جِلا کرتا ہے۔ رطوبت زائد کو معدہ کی خشک کرتا ہے
خون کو رقیق کرتا ہے۔ وبا کی ہوا معدہ سے دور کرتا ہے۔ آواز کو صاف
کرتا ہے۔ اخلاطِ غلیظ کو منقطع کرتا ہے۔ قولنج ریح کو مفید ہے ۔۔
نسیان کو دفع کرتا ہے۔ طحال کو فائدہ کرتا ہے۔ کمر کے درد کو جو ریح سے
ہو، مفید ہے۔ مرطوب مزاج والے کو قوت باہ پیدا کرتا ہے۔ منی کو
زیادہ کرتا ہے۔ گرم مزاج والے کی منی کو خشک کرتا ہے۔ درد معدہ
کو مفید ہے۔ دردِ مفاصل کو بہت فائدہ کرتا ہے۔ شکم کے کرموں کو
دفع کرتا ہے۔ پیاس، جو بلغم کے سبب سے ہو۔ اس کو مارتا ہے۔
رخساروں کو صاف کرتا ہے۔ ضیق النفس کو مفید ہے۔ فالج اور ریاح
کو فائدہ کرتا ہے۔ سنگِ گردہ کو دفع کرتا ہے۔ اور اگر جوش کر کے
کُلّی کریں، تو دانت مضبوط ہو جاتے ہیں۔ کثرت (سے استعمال) کرنا اس
کا خون کو جلا دیتا ہے۔ بواسیر کو نقصان کرتا ہے۔ حاملہ عورت کو
خلل کرتا ہے۔ صفرا پیدا کرتا ہے۔ اور نگاہ کو ضعیف کرتا ہے، اور ضماد
اس کا دودھ میں ملا کر دنبل کو کھول دیتا ہے۔ اگر نوشادر کے ساتھ ملا
کر برص پر لگاوے، تو برص دور ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح خصیئے سوجے
ہوئے کو ضماد اس کا فائدہ کرتا ہے۔ مگر بے ضرورت کے کھانا
اس کا خوب نہیں ۔۔ اس لئے، کہ فرشتوں کو اس کی بُو سے نفرت ہے
اسی واسطے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے، کہ اس کو کچّا
کھا کر مسجد میں نہ آیا کرو !

برائے دفع برص

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے، کہ کہا حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے، کہ نہایا نہ کرو دھوپ کے گرم پانی سے۔ اس واسطے، کہ
یہ وارث کر دیتا ہے برص کو ۔

مہندی کے فوائد

ابن ماجہ میں آیا ہے۔ کہ جب سر میں درد ہوا کرتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے، تو لیپ کیا کرتے تھے اپنے سر پر مہندی کا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ بے شک یہ فائدہ کرے گی اللہ کے حکم سے۔

ف : یہ علاج ہے اس درد کا۔ جو بادی ہو۔ اور بادی ہووے خون کے سبب سے، تو اس کا علاج حجامت ہے۔ یعنی پچھنے لگوانا۔ چنانچہ ابو داؤد میں آیا ہے، کہ جس نے شکوہ کیا۔ نزدیک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے سر درد کا اس کو فرمایا۔ حجامت کر، اور اس نے شکوہ کیا اپنے پیٹ کے درد کا۔ اس کو یہی فرمایا۔ کہ مہندی کا لیپ کر۔

جامع ترمذی میں حضرت ام رافعؓ سے روایت ہے۔ کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پھوڑا یا پھنسی ہوتا تھا۔ یا کوئی کانٹا لگتا تھا۔ تو اس پر مہندی لگایا کرتے تھے۔

ف : اطبا نے لکھا ہے۔ کہ مہندی سُدّوں کو، اور رگوں کے منہ کھول دیتی ہے۔ اس واسطے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ کے درد کو اس کا لیپ کیا، اور خاصیت اس میں یہ ہے۔ کہ رطوبت زیادہ کو خشک کرتی ہے۔ اور اگر سات مثقال شکر کے ساتھ اس کو کھاوے، تو ابتدا کے جذام کو بہت فائدہ کرتی ہے۔ اور بعضوں نے لکھا ہے۔ کہ اگر ایک مہینہ اس کو کھاوے، اور اس پر بھی ابتدا کا جذام نہ جاوے، تو پھر کسی علاج کے قابل نہیں۔ اور اگر کسی کے ناخن جاتے رہے ہوں۔ تو پانی اس کا نتھار کر دس مثقال دس روز تک پیا کرے، تو ناخن اصلی پیدا ہو جاویں گے۔ اور لیپ اس کا بند بول (پیشاب) کو کھول دیتا ہے، اور اگر نیم مثقال پیس کر اس کو پیوے، تو قولنج کو دفع کرتا ہے، اور سنگ گردہ و مثانہ کو بھی فائدہ کرتا ہے۔ اور اگر آبلے پر لگاوے، تو آبلہ پھوٹ جاتا ہے۔ اور اگر منہ میں قرحہ ہو جاوے، تو مضمضہ اس کا بہت فائدہ کرتا ہے۔ اور درد زانو کو لیپ اس کا بہت مجرب ہے۔

(ادارہ)

اسرارِ صحّت

انسان کے سوا کوئی جانور اپنے خون کے جوہر کو بے فائدہ ضائع نہیں کرتا!
یہی وجہ ہے، کہ — انسان اکثر جسمانی عوارض میں مبتلا رہتا ہے!۔

انسان کے سوا ہر جانور قدرتی نظام کے ماتحت — اور انسان
اپنی خواہش کے ماتحت جنسیات میں مصروف ہوتا ہے!

اگر انسان بھی اس معاملہ میں جانوروں کی طرح محتاط رہتا۔
تو آخر دم تک اس کا کوئی عضو کبھی بے کار نہ ہوتا!

غیر اسلامی مفکّر کی کامیابی کا سب سے بڑا راز خون کے جوہر کی حفاظت ہے
اسی جوہر کی بدولت انہوں نے حیرت انگیز ایجادات کیں (ادارہ)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا
اِنَّكَ قَادِمٌ فَاِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ ط

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خبردار ہو جا۔ کہ البتہ تو اپنے گھر میں آنے والا ہے۔ تو جب اپنے گھر میں آئیو۔ تو ہوشیاری کیجیو، ہوشیاری کیجیو (بخاریؒ و مسلمؒ)

ف: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں تازہ نکاح کر کے جہاد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا تھا۔ جب ہم وہاں سے پھرے اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچے، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، کہ کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں! تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی "ہوشیاری کیجیو۔ یعنی جماع کرنا لڑکے حاصل کرنے کے واسطے ہے۔ فقط آبرو یزی منظور نہ رکھنا۔ اور تو سفر سے آتا ہے، کثرت سے جماع نہ کرنا۔ کہ ناتوانی ہوگی!

معلومات

اوّلیات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تاریخ اسلام کا سب سے درخشندہ باب ہے۔ بہت سے ایسے امور ہیں۔ جن کی ابتدار آپ کے عہد خلافت میں ہوئی۔ جنہیں اولیات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ معلومات عامہ کے لئے ذیل میں ہم آپ رضی اللہ عنہ کے عہد کی چند اولیات درج کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

- بیت المال یعنی قومی خزانہ قائم کیا
- عدالتیں قائم کیں اور ان میں جج یعنی قاضی مقرر کئے
- تاریخ اور سنہ قائم کیا، جو آج تک جاری ہے۔
- امیر المؤمنین کا لقب اختیار کیا۔
- فوجی دفتر ترتیب دیا۔
- والنٹیروں کی تنخواہیں مقرر کیں۔
- دفتر مال قائم کیا۔
- پیمائش کا طریق جاری کیا۔
- مردم شماری کرائی
- آبپاشی کے لئے نہریں کھدوائیں
- شہر آباد کرائے۔ یعنی کوفہ۔ بصرہ، جیزہ۔ فسطاط۔ موصل وغیرہ
- مفتوحہ اور مقبوضہ علاقوں کو صوبوں میں تقسیم کیا۔
- دریا کی پیداوار مثلاً عنبر وغیرہ پر محصول لگایا اور محصل مقرر کئے
- حربی تاجروں کو ملک میں آنے اور تجارت کرنے کی اجازت دی۔

- مجرموں کے لئے جیل خانہ قائم کیا۔
- درّہ کا استعمال کیا۔
- راتوں کو گشت کر کے رعایا کے حالات دریافت کرنے کا طریقہ نکالا
- امن عامہ کے تحفظ کے لئے پولیس کا محکمہ قائم کیا۔
- ملکی سرحدات کی حفاظت کے لئے جابجا فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔
- دور دراز مقامات کے حالات سے باخبر رہنے کیلئے پرچہ نویس مقرر کئے
- مکہ معظمہ سے مدینہ منورّہ تک مسافر خانے بنوائے۔
- لاوارث یا بے سہارا بچوں کی پرورش کے لئے روزینے مقرر کئے
- مختلف شہروں میں مہمان خانے تعمیر کرائے۔
- درس گاہیں قائم کیں۔
- معلّموں اور مدرّسوں کے مشاہرے مقرر کئے
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بہ اصرار قرآن کریم کی ترتیب پر آمادہ کیا۔ اور اپنے اہتمام سے اس کام کو پورا کیا!
- قیاس کا اصول وضع فرمایا
- فجر کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کا اضافہ کیا۔
- نماز تراویح جماعت سے قائم کی۔
- تین طلاقوں کو ایک ساتھ دیا جانا بائن قرار دیا۔
- نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر تمام لوگوں کا اجماع کرا دیا
- وقف کا طریقہ ایجاد کیا۔
- شراب نوشی کی حد کے لئے اسّی کوڑے مقرر کئے
- مساجد میں وعظ کا طریقہ رائج کیا۔ ان کی اجازت سے تمیم داریؓ نے وعظ کہا۔ اور یہ اسلام میں سب سے پہلا وعظ تھا۔
- اماموں اور موذّنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔
- مساجد میں راتوں کو روشنی کا انتظام کیا۔

(ماخوذ از "الفاروق")

مقالاتِ حکمت

— دار الاحسان —

(۱۷۱)

اخلاق انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہے
مقبول اور منکر اخلاق کی میزان کے دو پلڑے ہیں
ہر کسی کا ہر قول و فعل ان دو ہی پلڑوں میں تولا جاتا ہے!
یاحیّ یاقیّوم!

(۱۷۲)

یہ عبادت گاہ ہے — تفریح گاہ نہیں!
مَردوں کا اکھاڑہ ہے — بازیچۂ اطفال نہیں!
جو یہاں (رات کو) سویا۔ اس نے بہت کچھ کھویا، بیشک اس کا دل رویا۔ کہ کیوں سویا!
یاحیّ یاقیّوم!

(۱۷۳)

یہ میکدہ ہے — عشرت کدہ نہیں!
دار المحن ہے — دار الصحن نہیں — !
اِس میدان میں جو جھنڈا بھی جھُلا۔ اخلاق ہی کی بنیادوں پہ جھُلا
نہ کہ عبادات کی — جس کا جتنا بلند اخلاق — اتنا ہی
اونچا مقام ہوتا ہے
یاحیّ یاقیّوم!

(۱۷۴)

اخلاق کی کمی کو عبادت پورا نہیں کر سکتی — لیکن

عبادت کی کمی کو اخلاق پورا کر دیتا ہے

اللہ ہمیں مقبول عام اور مقبول الاسلام اخلاق عنایت فرمائے!

یَاحَیُّ یاقیوم۔ آمین!

(۱۷۵)

پانی جب دودھ میں مل جاتا ہے۔ دُودھ بن جاتا ہے،

نہ رنگت میں فرق رہتا ہے۔ نہ لذّت میں!

یاحیّ یاقیوم!

(۱۷۶)

اے اللہ کے بندے۔ اللہ میں ایسے مٹ، جیسے کہ دُودھ میں پانی!

یاحیّ یاقیّوم!

(۱۷۷)

کسی شئے کی کسی شئے میں جذب ہو کر اصل فناہ نہیں ہوتی

یاحیّ یاقیّوم!

(۱۷۸)

جب تک کوئی شئے اپنی ہستی فناہ نہیں کرتی

کسی دوسری شئے میں جذب نہیں ہوسکتی!

یاحیّ یاقیوم!

(۱۷۹)

ہر ایک شئے ہر دوسری شئے میں جذب ہوسکتی ہے!

یاحیّ یاقیّوم!

(۱۸۰)

ہر شئے جو اپنے مرکز سے دور رہتی ہے، بیتاب رہتی ہے

یاحیّ یاقیّوم!

(۱۸۱)

قطرہ کی اصل دریا ہے۔ جب دریا میں ملا۔ دریا ہُوا!

(۱۸۲)

جو جس پہ فدا ہو گا ـــ اسی کی اتباع کرے گا
بلاعشق کبھی کوئی کسی کی اتباع نہیں کر سکتا!
یاحیّ یاقیّوم !

(۱۸۳)

یہ عشق ـــ جو آج ہر زبان پہ جاری ہے ـــ محض زبانی ہے
ورنہ اگر کوئی واقعتاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ عاشق ہو جاتا،
تو کبھی کوئی قدم کسی سُنّت کے خلاف ہرگز نہ اٹھاتا، اور ہر سنت کو اپناتا!
یاحیّ یاقیّوم !

(۱۸۴)

ہر معشوق کو اپنے عاشق کا احساس ہوتا ہے
اور ـــ کوئی معشوق اپنے عاشق کو کبھی کسی در پہ جانے نہیں دیتا!
اگر یہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلم پہ عاشق ہوتے، تو غیرت مند ہوتے،
کبھی در در نہ پھرتے ـ اور ـ نہ ہی ان کی یہ حالت ہوتی!
یاحیّ یاقیّوم!

(۱۸۵)

اللہ کے بندے نہ کسی کے حال میں مبالغہ کرتے ہیں، اور نہ ہجو!
یاحیّ یاقیّوم !

(۱۸۶)

کسی کے حال میں مبالغہ کرنیوالے ہی اسی کی هجو کرنیوالے ہوتے ہیں
اگر کسی کو کسی حال میں مبالغہ کرتے سنو
سمجھو ـــ یہی کسی دن اس کی هجو بھی کرے گا!
یاحیّ یاقیّوم !

(۱۸۷)

نہ کسی کا مبالغہ کر ـ نہ هجو ـ یہ دونوں ہی مذموم ہیں!

(۱۸۸)

ظاھر میں باطن پوشیدہ ہے!

یاحیّ یاقیّوم!

(۱۸۹)

جسم میں روح اور رُوح میں راز پوشیدہ ہے!

یاحیّ یاقیّوم!

(۱۹۰)

جو ظاھری احکام کی پابندی نہیں کر سکتا — باطنی احکام پہ کیونکر چل سکتا ہے

یاحیّ یاقیّوم!

(۱۹۱)

شریعت جڑ ہے — جب جڑ ہی نہیں — برگ و بر کہاں

یاحیّ یاقیّوم!

(۱۹۲)

ہر حال میں — نیک ہو یا بد — راحت تلاش کر!

یاحیّ یاقیّوم!

(۱۹۳)

خبردار! خبردار! خبردار!

شام ہو چکی — بازار بند ہونے کو ہے، سودا خریدا ہی نہیں!

اور — یہ وقت کی آخری پکار ہے!

یاحیّ یاقیّوم!

(۱۹۴)

ھوشیار! ھوشیار! ھوشیار!

تیرا دل ہے غیر حاضر — آنکھ بے حیا اور زبان بے بس ہے!

یاحیّ یاقیّوم!

(۱۹۵)

بہترین و مقبول ترین کام ۔ خلق کی خدمت ہے!
خلق کی خدمت میں اول درجہ بیمار کی خدمت کا ہے!
یاحیّ یا قیّوم!

(۱۹۶)

خلق ِ عام ہے ۔ مومن ہو یا کافر ۔ درند ہو یا خزند ، ۔ پرند ہو یا چرند
ہر اجر و ثمر سے بے نیاز ہو کر خدمت کر!
یاحیّ یا قیّوم!

(۱۹۷)

مِلّت کی بے لوث خدمت ۔ خادم کو مخدوم بنا دیتی ہے
یاحیّ یا قیّوم!

(۱۹۸)

خدمت بہترین عبادت ہے ۔ اور بہترین مخلوق کو عطا ہوتی ہے!
یاحیّ یا قیّوم!

(۱۹۹)

ہر قول و فعل ۔ جو کہ باعثِ راحت و تسکین ہو ۔ خدمت ہے
یاحیّ یا قیّوم!

(۲۰۰)

ہر باخبر ہر زمان میں ہر نظر سے بے خبر رہا
حالانکہ ۔ ہر زمان میں ہر بے خبر کو باخبر اور باخبر کو بے خبر کہا گیا!
یاحیّ یا قیّوم!

(۲۰۱)

جس نے خبر پائی ۔ گُم ہُوا ۔ اور ۔ اس کی خبر کسی نے نہ پائی!
یاحیّ یا قیّوم!

Scanned with CamScanner

(۲۰۲)

نہ لکھ — نہ کہہ — کرکے دکھلا
یہی وقت کی پکار ہے

(۲۰۳)

جو ہرا نہیں — مرا نہیں
جو مرا نہیں — ملا نہیں

(۲۰۴)

قباحت حسن کا ایک جز ہے
حسین و قبیح دونوں ایک ہی خالق کی مخلوق ہیں
حسین پہ فدا ہو۔ قبیح پہ بھی ہو
قباحت سے کراہت خالق سے کراہت ہے!
یاحیّ یاقیّوم!

(۲۰۵)

خلق سے خائف — خالق کو نہیں پا سکتا!
یاحیّ یاقیّوم!

(۲۰۶)

اللہ تیرے اندر موجود ہے
اسے اپنے ہی اندر ڈھونڈ — نہ کہ کعبہ میں!
یاحیّ یاقیّوم!

(۲۰۷)

جہاں اللہ موجود ہے — وہاں اللہ کی ساری خدائی موجود ہے!

(۲۰۸)

حضورِ اقدس رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فخرِ موجودات (کا نور)
ہر موجود میں موجود ــــ اور ہر موجود کے شاھد ہیں !
یاحیّ یاقیّوم !

(۲۰۹)

شہ کا ہر گھر بادشاہ کی مِلک ہوتا ہے۔ محل نہیں ہوتا !
یاحیّ یاقیّوم !

(۲۱۰)

ہر خیمہ ــــ جس میں بادشاہ ہو ــــ محل ہے
یاحیّ یاقیّوم !

(۲۱۱)

بادشاہ اور چور ــــ دونوں ایک جگہ نہیں رہ سکتے !
جہاں بادشاہ رہتا ہے ــــ چور نہیں رہتا
کوئی چور ــــ شاہی رعب کی تاب نہیں لاسکتا !
یاحیّ یاقیّوم !

(۲۱۲)

سانس کے سوا ہر شے کثیف اور سانس لطیف ہے
سانس بے رنگ، بے بو، بے مثل ہے !
یاحیّ یاقیّوم !

(۲۱۳)

ہر کسی کو اپنی تدبیر پہ اعتماد ہے۔ کارساز کی کارسازی پہ نہیں
ورنہ کبھی کوئی کسی کا محتاج نہ ہوتا !
یاحیّ یاقیّوم !

(۲۱۴)

بے شک اے جانِ من ــــ تو منافق ہے ــــ جلی ہو یا

اگر نفاق سے پاک ہونا — اللہ کا نائب ہونا!

یاحیّ یاقیّوم

(۲۱۵)

اے نوجوان! — ہر کسی کو شیطان نے دھوکا دیا

تو شیطان کو دھوکا دے — یہ جوانمردی ہے!

یاحیّ یاقیّوم!

(۲۱۶)

جس نے اس میدان میں شیطان کو ھرایا

وہی جوانمرد اور وہی مردِ میداں ہے

یاحیّ یاقیّوم!

(۲۱۷)

جو کسی کے ہاں کسی بھی قیمت پہ کبھی نہیں بِکتا

وہ اللہ کے ہاں بِکتا ہے!

یاحیّ یاقیّوم!

(۲۱۸)

جس نے اللہ کے ہاں بِکنا ہوتا ہے!

وہ کسی کے ہاں کسی بھی قیمت پہ نہیں بِکتا

یاحیّ یاقیّوم!

(۲۱۹)

راہگیر راہبر ہے، ورنہ کبھی کوئی گمراہ نہ ہوتا

یاحیّ یاقیّوم!